امامیہ مشن۔ حسین آباد۔ لکھنؤ

۱۹۵

امامیہ مشن کا ماہوار تبلیغی رسالہ

شیعوں کا واحد علمی ادبی تاریخی تمدنی اور مذہبی ماہانہ رسالہ

"حقائق" لکھنؤ

اگر آپ ضرورت زمانہ کے مطابق اور اپنی قوم کے شایان شان صوری و معنوی معقول حیثیت سے بلند کسی رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو رسالہ "حقائق" کی خریداری قبول فرمائیے جس میں ملک کے مایۂ ناز اہل قلم حضرات کے گرانقدر مضامین کے ساتھ ساتھ حضرت سید العلما دام ظلہ (سرپرست الواعظین) کے قلم معجز رقم سے تفسیر کلام پاک کا گراں بہا سلسلہ بھی شائع ہو رہا ہے جو رفتہ رفتہ ہر خریدار حقائق کے پاس کتابی صورت میں جمع ہو جاویگا۔

اگر آج آپ نے توسیع اشاعت کے ذریعہ اس نیم جان رسالہ کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا تو کل یہ آپ کے اور آپکے مذہب کیلئے ایک مستحکم قلعہ کا کام دیگا۔

چندہ سالانہ چار روپیہ ششماہی دو روپیہ آٹھ آنے۔ قیمت فی رسالہ چھ آنے۔

نوٹ۔ جو مومنین چار روپیہ یکمشت ادا نہیں کر سکتے وہ دو یا چار اقساط میں مرحمت فرما دیں۔

الداعی الی الخیر

منیجر رسالہ "حقائق" لکھنؤ

فہرست مضامین رسالہ حقیقت بدا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	بدا کے متعلق شیخ الطائفہ کی تحریر	۵۵
۱۲	بدا کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ	۵۸
۱۳	علم خدا کے متعلق ثقات اہل تشیع کا متفقہ فیصلہ خدا جاہل نہیں بلکہ عالم ہے	۵۹
۱۴	ایک نہیں دو دو گواہیاں	۶۳
۱۵	تاویل کی ضرورت	۶۴
۱۶	عقیدۂ بدا معیار عقل کے مطابق ہے	۶۶

فاضل اجل مولینا سید محمد صادق صاحب قبلہ

پروفیسر مدرسہ مشارع الشرائع

(ناظمیہ کالج لکھنؤ)

امامیہ مشن کی تینتیسویں ۳۳ دینی خدمت

حضرات! یہ رسالہ جو پیش کیا جا رہا ہے ایک ایسے عظیم الشان مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے جس پر ہمیشہ ہمارے مخالفین فرقۂ شیعہ کو مورد طعن و الزام بنایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اُسکے سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کے متعلق ایک واضح تبصرہ شائع کیا جائے۔

ہمیں نہایت خوشی ہے کہ سرکار نجم الملۃ طاب ثراہ کے نور نظر عالیجناب مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ نے اس ضرورت کا احساس فرما کر یہ رسالہ اس موضوع پر تحریر کیا اور امامیہ مشن کو شائع کرنے کیلئے مرحمت کیا۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ارباب انصاف اس رسالہ کو غور وخوض سے ملاحظہ کرینگے

والسلام۔ خادم ملت سید ابن حسین سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین

حقیقت کے خلاف شک وشبہ کی غبار انگیزیاں ہمیشہ حیرت واستعجاب کے نمونے پیش کرتی رہی ہیں۔ فلک کی گردشوں نے خلقت انسانی کے بنیادی نقطہ سے لیکر ابتک کوئی ایسا دور پیش نہیں کیا جسمیں جمال حقیقت کے مخفی کرنے کی کوششیں جاری نہ رہی ہوں یہی وجہ ہیکہ انتہائی تفحص کے باوجود بھی کوئی حقیقت ایسی نظر نہیں آتی جسمیں ذہنیتوں کے اختلاف کیوجہ سے اشتباہ کا شائبہ پیدا نہ ہوگیا ہو۔

دُنیا کا کونسا ایسا مسئلہ ہے جسکے محورِ صداقت پر تمام طبیعتیں ایک ہی انداز سے گردش کرتی ہوئی نظر آرہی ہوں اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ زمانہ اپنی لاتناہی گردشوں کے باوجود ابتک کسی ایسے دور کا نشان بتانے سے بالکل قاصر رہا جسمیں حقائق ومعارف کو خواب پریشاں کا لباس تعبیر پہنانیوالوں کا وجود نظر نہ آتا ہو

زیادہ تعجب تو اسکا ہے کہ آراء و افکار کے اختلاف نے صرف اُنہی چیزوں کو مشتبہ حیثیت میں دُنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جو احساس کی دسترس سے کلیتہ بالاتر کیے جانے کا استحقاق رکھتی ہیں بلکہ اس سلسلہ میں بہت سی ایسی چیزیں منسلک نظر آتی ہیں جنھیں ظاہری احساسات سے مربوط و متعلق ہونے کی وجہ سے کسی اختلاف کی گنجائش نہ تھی ۔

اور بالکل ظاہر ہے کہ جب محسوسات اختلاف کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکے تو ایسی چیزیں جنکی تنقیح تحریک قوائے عقلیہ پر موقوف ہو انمیں خیالات کی بے آہنگی و انتشار کو کسی طرح قابل استبعاد نہیں قرار دیا جا سکتا ۔

عقل انسانی نے جن جن مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں میں اون تمام مقامات کا استقرار کرنا نہیں چاہتا چونکہ میرے موضوع بحث سے یہ چیز بالکل غیر متعلق ہے اس لئے اسکے لئے میں محض اتنا ہی اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ عالم میں اکثر ایسے حقائق موجود ہیں جن میں اختلافات کی حدیں اتنی وسعت پذیر ہو چکی ہیں کہ محض اختلافی نقاط کو کسی ایک مرکز پر جمع کرنے کیلئے کافی وقت درکار ہے ۔

مگر ایسی صورت میں جبکہ اختلافات کی کثرت حقیقت کے چہرہ کو بے نور بنا چکی ہو اور اشتباہات کی وسعت سے تیقن کا دائرہ تنگ ہو چکا ہو کسی خاص نقطہ کو واقعیت کا مرکز ثابت کرنے کیلئے محض اسیقدر کافی ہے کہ وہ تمام ادلہ و براہین جو کسی حقیقت کے چہرہ سے نقاب اشتباہ کو برطرف کر سکتے ہوں یا جنکی وجہ سے نگاہ

بصیرت مرکزِ صداقت کا پوری وضاحت کیساتھ مطالعہ کر سکتی ہو اُنکو دیانت کیساتھ پیش کر دیا جائے۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے جسکی وجہ سے فریقِ مخالف کے دل سے شبہکی چبھتی ہوئی پھانس نکل سکتی ہے اور وہ سکون و اطمینان کے لمحوں میں اپنے خیالات کی دُنیا کا جائزہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ہذا بھی حقیقتاً اونہی مسائل میں سے ہے جنکی تحقیق میں انسانی افکار اکثر و بیشتر نقطۂ اعتدال سے منحرف نظر آتے رہے اور خصوصیت کے ساتھ اس زمانہ میں جبکہ ایک طرف بعض فتنہ پرور و فساد پسند ہستیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے رہنا اپنا بنیادی مقصد قرار دے لیا ہے اور دوسری طرف مسئلہ کی دقت کے باوجود چونکہ اوسکے خط و خال زیرِ حجاب ہیں بنا بریں ناواقف لوگ اس عقیدہ کے متعلق بیرا بیرا اشتباہات وارد کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ عقیدہ ہذا کو سُلجھے ہوئے لفظوں میں حقیقت شناس دُنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ بُرہان کی روشنی میں نقاطِ عقائد کی تشخیص کرنیوالے ان واضح بیانات سے عقیدہ کی صداقت پر منصفانہ حیثیت سے غور و فکر کرنے کا موقع پا سکیں۔

یہی مقصد ہے جسکو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس رسالہ کی ترتیب دی گئی ہے اور مختصراً انکشافِ حقیقت کیلئے کچھہ ادلّہ کو پیش کیا گیا ہے اگر آئندہ ضرورت ہوئی تو وہ تمام شواہد جنسے مرکزِ حقیقت پہ روشنی پڑ سکتی ہے اربابِ نظر کے سامنے پیش کر دیے جائینگے۔

بدا کا مفہوم

ارباب لغت نے بدا کو ظہور کا مرادف قرار دیا ہے اور بدا کے ترجمہ
میں جہاں جہاں لغت سے تمسک کیا جائے گا وہاں اس کے معنی ظہور ہی کے ہوں گے
مثال کے طور پر قرآن کی ان آیتوں کا مطالعہ کیجئے کہ

بدا لھم سیئات ما کسبوا — انکے اعمال کی برائیاں ان پر منکشف ہوئیں

بدا لھم سیئات ما مکروا — (بدکاروں پر) انکی برائیاں ظاہر ہوگئیں

البتہ بعض مواقع پر قید رائے کے ساتھ بھی بدا کے معنی ظہور کے قرار دیئے گئے
صورت ثانی میں بدا کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک رائے کی غلطی کا احساس
کرکے دوسری صحیح رائے کو اختیار کرنا مثلاً یہ کہا جائے کہ بدا لہ رای اسکی رائے
میں بدا واقع ہوگیا یعنی اس نے اپنی سابق رائے سے انحراف کرلیا۔

اساسی عقیدہ

خداوندعالم کے علم کو ماکان و مایکون پر محیط فرض کرنے کے بعد عقل
کسی طرح اس عقیدہ کی تائید کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتی کہ اوسکے علم پر معمولی سی
معمولی غلطی کا بھی شبہہ وارد کیا جاسکے۔

ظاہر ہے کہ جو ذات حقائق کی ابتدا و انتہا سے پورے طور پر مطلع و باخبر

ہوا اوسکے متعلق یہ کہنا کہ اوسکی رائے میں کسی وقت بھی غلطی کا وجود ہو سکتا ہے
یقیناً یہ کہنے والے کی لاعلمی کا بیّن ثبوت ہوگا اور اسکی تائید میں نہ عقل پیش کیجا سکے
گی اور نہ ارباب عقل کے نتائج افکار۔ اسمیں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا عقیدہ قطعًا
فاسد و بے بنیاد ہے اور اسے شیعی عقائد سے کوئی ربط نہیں ہے۔

بلکہ ائمہ اہل تشیع کے اقوال کو شمع راہ بنانیکے بعد یہ حقیقت بالکل
بے پردہ ہو جاتی ہے کہ اونہوں نے ایسے لوگوں سے برات کا اظہار کیا ہے چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے کہ

(۱) من زعم ان اللہ عزّ وجلّ یبدا ولہ فی شی لم یعلمہ امس فانا ابرء منہ

اصول کافی ص۱۰۱

جو اسکا دعوی کرے کہ خدا کو اس حیثیت سے بدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے کسی شے سے واقف نہیں تھا اور بعد میں واقف ہو گیا میں ایسے شخص سے اظہار برات کرتا ہوں

(۲) ان اللہ یقدم ما یشاء ویوخر ما یشاء ویمحو ما یشاء ویثبت ما یشاء وعندہ ام الکتاب وقال فکل امر یرید اللہ فہو فی علمہ قبل ان یصنعہ ولیس شی یبدا ولہ الا وقد کان فی علمہ

بیشک خدا جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے موخر کرتا ہے جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اوسی کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے اور نیز یہ فرمایا کہ خداوند عالم جس امر کا

ان اللہ لا یبدو لہ من جہل
اصول کافی ص۱۲

ارادہ کرتا ہے وہ اسکے علم میں موجود ہوتا ہے قبل اسکے کہ وہ اسکو عالم وجود میں لائے اور ہر وہ شے کہ جسکو وہ ظاہر فرماتا ہے اوسکا اوسے پہلے سے علم ہوتا ہے خدا کو جہالت کیوجہ سے ہرگز بدا نہیں ہوتا۔

(۳) ان اللہ لم یبد لہ من جہل
اصول کافی ص۱

خدا کو جہالت کیوجہ سے ہرگز بدا نہیں ہوتا

(۴) عن منصور بن حازم قال سئلت ابا عبد اللہ علیہ السلام ھل یکون الیوم شئ لم یکن فی علم اللہ امس قال لا من قال ھذا فاخزاہ اللہ۔
اصول کافی ص۱

منصور ابن حازم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کل کوئی شے خدا کے علم میں نہ ہو اور آج ہو جائے امام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جس شخص کا ایسا خیال ہوگا اوسکو خدا قیامت کے دن ذلیل کرے گا۔

(۵) ما بدا للہ فی شئ الا و قد کان فی علمہ قبل ان یبدا لہ
اصول کافی ص

خدا کو کبھی کسی امر میں بدا نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ اس سے قبل وقوع واقف ہوتا ہے۔

روایات بالا اسکا مکمل ثبوت فراہم کر رہی ہیں کہ جس معنی کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اوسکو ہمارے عقیدے سے کوئی ربط و تعلق نہیں اور ایسا فرض کرنا

یقیناً عقیدہ کو فاسد بنانے کا ذریعہ ہوگا۔

اس خیال کی طاقت صرف انہی ہستیوں کے دماغوں پر قبضہ حاصل کر سکتی ہے جنکے عقیدے میں خداوند عالم کا علم کامل نہو۔

جو فتنہ پرور ہستیاں اس عقیدے کو ہماری طرف منسوب کرتی ہیں اور خواہ مخواہ اس فاسد خیال کو ہمارے سر تھوپتی ہیں اونکی کرمفرمائی کا ہمیں کوئی شکوہ نہیں لیکن انصاف و دیانت ایسے اشخاص کے طرز عمل سے فریادی اور انسانیت عنان منیح ہے۔

شیعوں کے نقطۂ عقیدت کی تشخیص

بدا کے جس معنی کا سطور بالا میں تذکرہ کیا گیا ہم ہرگز اوس لحاظ سے بدا کو خدا کیطرف منسوب نہیں کرتے اور نہ ارباب فہم و دانش ایسا کر سکتے ہیں بلکہ ہمارے عقیدہ کی اساس درحقیقت بدا کا یہ مفہوم ہے کہ خدا شرعی احکام کیطرح مصالح و مقتضیات کے مطابق حوادث زمانہ کے احکام میں بھی تغیر و تبدل فرماتا رہتا ہے اسکی تائید میں قرآن کے مختلف تصریحی نصوص پیش کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہم اُسوقت تک کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں نہ بھلاتے ہیں جبتک ویسی ہی یا اوس سے بہتر آیت نازل نہیں کرتے خدا یقیناً ہر شے

پر قادر ہے۔

اس آیت سے پوری صراحت کیساتھ یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ نسخ آیات امکانی حیثیت سے کوئی دشوار امر نہیں مصالح وقت کے لحاظ سے خداوند عالم ہر وقت تکوینیات میں احکام کی طرح تغیر و تبدل کرسکتا ہے اور اس سے مسلمانوں کا کوئی طبقہ انکار نہیں کرسکتا۔

کتاب کے طولانی ہوجانے کا خوف ہے ورنہ ہم وہ مفسرین کی عبارتیں بھی پیش کرتے جنکو ثبوت نسخ کی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

نسخ کی مصلحت

ہمارا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم حکیم علی الاطلاق ہے اُس کا ہر قول و فعل اساس حکمت و مصلحت پر مبنی ہوا کرتا ہے اور جس طرح کسی حکم یا واقعہ کے لئے ابتدائے اجراء و وقوع مین مصلحت کی ضرورت ہے اسی طرح اس کے باقی رہنے کے لئے برابر مصلحت و حکمت کا باقی رہنا ضروری ہے۔

اور چونکہ زمانہ تغیر پذیر ہے مصالح و ضروریات ماحول کے تغیر و تبدل سے اثر پذیر ہوتے رہتے ہین لہٰذا تغیر حالات و تبدل ضروریات کے ساتھ ساتھ مقنن کیلئے اپنے قوانین و احکام میں تغیر کرنا ضروری ہے اگر

ایسا نہ ہوگا تو قانون یا حکم عبث ہوگا۔

درحقیقت مقتضائے حکمت یہی ہے کہ ضروریات زمانہ کے مطابق احکام میں تبدیلی ہوتی رہے اس کی مخالفت کرنیوالے یقیناً ایک عقلی اقتضاء کے منکر ہوں گے۔

جس طرح مصالحِ شخصی و اجتماعی کے اعتبار سے احکام میں نسخ ضروری ہے بعینہ اوسی طرح مصالح کی رفتار کے مطابق قانونِ عقل کا اقتضاء ہے کہ تکوینیات میں بھی ردّ و بدل ہوتی رہے۔

اور درحقیقت بدا کا بھی یہی حقیقی مفہوم ہے جسکو نافہم و شورش پسند افراد دوسرے معانی کا لباس پہنا کر دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

دوسری آیت۔ الٓمٓ غلبت الروم — روم والے زمین کے ایک معمولی حصّہ میں
فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم — مغلوب ہوگئے ہیں لیکن یہ لوگ اپنی
سیغلبون فی بضع سنین — مغلوبی کے چند سالوں کے بعد پھر
سورہ روم — فتحیاب ہو جائیں گے۔

اس آیت کے متعلق ایک مرتبہ ابو عبیدہؓ نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا کہ آیت کا مفہوم کیا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ اے ابو عبیدہ اس آیت کے ذیل میں ایک تاویل ہے جسکو خدا اور راسخین فی العلم کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔

اور وہ یہ کہ جب پیغمبر اسلام بعد ہجرت مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے
بادشاہ روم و فارس کے پاس اسلام قبول کرنیکے متعلق دعوت نامے بھیجے جسوقت
بادشاہ روم کے پاس آنحضرتؐ کا دعوت نامہ پہنچا تو اوس نے قاصد و خط دونوں کی
انتہائی تعظیم کی اور بادشاہ فارس نے نہ خط کا احترام کیا اور نہ قاصد کا اسی زمانہ
میں ان دونوں فرمانرواؤں کے درمیان جنگ و جدال کے شعلے بھڑک رہے تھے اور
مسلمانوں کی دلی تمنا یہ تھی کہ بادشاہ روم کو فتح حاصل ہو مگر سلطان روم کے فتحیاب
ہونے کیوجہ سے مسلمانوں کو رنج ہوا اور مسلمانوں کی غمگینی ملاحظہ فرما کر انکی تسکین
کیلئے خداوند عالم نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ وعدہ
کی مدت تو بہت طولانی ہوچکی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ آیت
ایک خاص تاویل کی حامل ہے۔ ابو عبیدہ قرآن میں ناسخ بھی ہے منسوخ بھی ہے
کیا تم نے خدا کے اس قول کا مطالعہ نہیں کیا للہ الامر من قبل ومن بعد
خدا کیلئے ابتدا میں بھی امر ہے اور انتہا میں بھی۔
اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اپنے امور کی تقدیم و تاخیر کا ہر وقت
اختیار رہے اور یہی اس آیت کا مطلب ہے کہ

یومئذٍ یفرح المومنون بنصر	اوس دن مومنین خوش ہونگے اور
اللہ ینصر من یشاء	خدا جسکی چاہیگا نصرت فرمائیگا
تیسری آیت۔ ھو الذی خلقکم	اُس نے تمہیں مٹی سے خلق کیا پھر

من طين ثم قضی اجلاً واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون — ایک مدت مقرر کی اور معینہ مدت اسی کے پاس ہے اسکے بعد پھر تم انکار کرتے ہو

مفسر کشاف نے آیت کی تفسیر میں حسب ذیل الفاظ تحریر فرمائے ہیں

الاجل المقضی ھو المحتوم الذی قضاہ اللہ حتماً و المسمی ھو الذی فی البداء یتقدم و یوخر و المحتوم لیس فیہ تقدیم و تاخیر (تفسیر کشاف) — اجل کی دو قسمیں ہیں اجل مقضی و مسمی اجل مقضی وہ ہے جسکی قضا کو خداوند عالم نے حتمی و یقینی قرار دیا ہے اسمیں کسی طرح تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی اور اجل مسمی وہ ہے جسمیں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے ہاں

مسئلہ بدا میں بھی یہی اجل قابل تغیر و تبدل قرار دی گئی ہے۔

تفسیر کا ہر ہر لفظ مسئلہ کی پوری وضاحت کیساتھ تشریح کر رہا ہے۔

چوتھی آیت وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء — یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں یہی لوگ ملعون و مغلول الیدین ہیں خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انفاق کرتا ہے۔

یہودیوں کا عام طور سے یہ خیال تھا کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا اب اوس کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتا اسی خیال کی رد کرنیکے لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ قالت الیھود ید اللہ الخ جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا تقدیر امور کرنیکے بعد

معطل نہیں ہوگیا وہ اپنے امور میں مختار ہے مصالح کے لحاظ سے وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے امور میں تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔

اس آیت کی تاویل میں فخرالدین رازی نے مختلف وجہیں تحریر کی ہیں جنمیں سے چوتھی وجہ چونکہ ہمارے مقصد کی مؤید ہے اس لئے صرف اوسی کو ہم اس مقام پر بطور شاہد پیش کرتے ہیں۔

الرابع لعلہ کان فیھم من کان علی مذھب الفلسفۃ وھو انہ تعالیٰ موجب لذاتہ وان حدوث الحوادث عنہ لا یمکن الا علی نہج واحد وسنن واحد وانہ تعالیٰ غیر قادر علی احداث الحوادث غیر الوجوہ التی علیھا یقع فعبروا بالاقتدار علی التغیر والتبدل بغل الید	چوتھے یہ کہ شاید انمیں کوئی فلسفی ہوا ہو اور اوسکا یہ خیال ہو کہ خداوند عالم فاعل موجب یعنی غیر مختار ہے (جس طرح آگ حرارت میں اور آفتاب نورپاشی میں) اور اوس سے حدوث حوادث سوائے ایک رفتار اور ایک طریقہ کے غیر ممکن ہو اور وہ اس امر پر قادر نہیں کہ کائنات کے طریقہ ایجاد و تخلیق میں کسی قسم کی ترمیم کر سکے۔

تفسیر کبیر بذیل آیتہ

یہی خیال ہے جسکو یہودی غل ید سے تعبیر کیا کرتے تھے جسکی رد میں خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قالت الیھود الخ یعنی یہ خیال قطعاً بے بنیاد ہے اور خدا کو تغیر و تبدل تکوینیات و احکام دونوں کا اختیار ہے۔

وہ جسے چاہتا ہے سریر سلطنت کا والی بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقر کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے اوسے محو و اثبات کا اختیار کلی حاصل ہے باعتبار مصالح جس شے میں چاہے حکم نسخ کو جاری کر سکتا ہے۔

بدا کے متعلق ثقاتِ اہلِ اسلام کے ارشادات

بدا کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو اسلامی دُنیا میں مفہوماً کوئی اختلافی شان رکھتا ہو۔

بلکہ مسلمانوں کی مستند روایات اس نقطہ پر صراحت کیساتھ متفق ہیں کہ خداوند عالم کے مقدرات میں بلحاظ مصالح و ضروریات تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

اسی لئے اختلاف کی حدیں صرف لفظوں ہی تک پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں مفہومی حیثیت سے انہیں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔

وہ روایات جنہیں بدا کی تصریح موجود ہے کوئی ابہامی و اجمالی حیثیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ اونمیں سُلجھی ہوئی لفظوںمیں پوری توضیح کیساتھ مخالفین بدا کے دلوں سے شبہہ کی چبھتی ہوئی پھانس اور شک کے خلش کرتے ہوئے کانٹے کو نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سواد اعظم کے آرا و نگار اور مفسرین کے افادات علمیہ اُن روایات

سے پوری طرح لبریز ہیں جنمیں نسخ کی تائید کرتے ہوئے اکابر اسلام نے عقیدہ
بدا کی تائید کی ہے ۔

جو اشخاص مویدات نسخ کا مطالعہ کرنیکے بعد بھی بدا کا اقرار نہیں کرتے
وہ درحقیقت بدا کو نسخ کے علاوہ کوئی اور چیز خیال کرتے ہیں اور ایسا خیال قطعاً
کوتاہ نظری و تعصب کی دلیل ہے ۔

بدا کے متعلق اسلامی کتابوں میں بکثرت مویدات موجود ہیں اور سردست
ہمارا یہی مقصود ہے کہ اونمیں سے کچھ شواہد منتخب کرکے قارئین کرام کے سامنے
پیش کر دیں جس سے اُنکو یہ اندازہ ہوگا کہ بدا کا مسئلہ فرقہ شیعہ کا منگھڑت
نہیں ہے بلکہ متفقہ اسلامی روایات اس عقیدے میں اُن کے ہم آواز ہیں ۔

(۱)

اخرج ابن ابی شیبة وابن جریر
وابن منذر وابن ابی حاتم عن
مجاهد رضی الله عنه قال قالت
قریش وما کان لرسول ان یاتی بآیة
الا باذن الله ما نراك یا محمد تملك
من شی ولقد فرغ من الامر فنزلت
هذه الایة تخویفا ووعیدا لهم یمحوا الله

ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن منذر و
ابن ابی حاتم نے مجاہد سے تخریج کی ہے
وہ یہ کہتے ہیں کہ قریش کہا کرتے تھے کہ
جو رسول جو نشانی لاتا ہے وہ خدا کی اجازت
ہی سے اے محمد ہم تمہیں اس امر پر
قادر نہیں سمجھتے ہیں کہ تم کسی شے پر
تصرف کر سکو خدا تقدیر امر سے فارغ

ما یشاء ویثبت فاما ان شئنا احدثنا له من امرنا ما شئنا ویحدث الله تعالی فی کل شهر رمضان فیمحو الله ما یشاء ویثبت من ارزاق الناس ومصائبهم وما یعطیهم وما یقسم لهم الخ

ہو چکا (یعنی اب اسمیں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی) ۔ یہ آیت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت انھیں لوگوں کی تہدید کیلئے نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اپنے پیغمبر کیلئے اپنے مقدرات میں ہم ہر طرح کا احداث (تغیر و تبدل) کر سکتے ہیں ۔ اور خدا ہر رمضان کے مہینہ میں اپنے امر میں نسخ کرتا رہتا ہے جس چیز کو (ارزاق تکالیف عطایا و تقسیمات میں سے) چاہتا ہے موافق مصلحت محو اور جسے چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے ۔

یہ روایت پوری صراحت کیساتھ اس امر کی توضیح کر رہی ہے کہ خداوند عالم کو اپنے مقدرات کے تغیر و تبدل کا کلیۃً اختیار رہے اور جو کچھ خدا ارزاق تکالیف عطایا و تقسیمات کے متعلق مقدر کر چکا ہے اُسکو بدل بھی سکتا ہے ۔

یہی درحقیقت بدا کا مفہوم ہے جسکو نافہم اشخاص دوسرے لباس میں پیش کرتے ہیں ۔ مذکورہ بالا عبارت کا درمنثور سیوطی میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے

(۲)

اخرج عبد الرزاق والفریابی — عبد الرزاق ۔ فریابی ابن نصر ابن منذر

وابن نصر وابن المنذر وابن	ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان
ابی حاتم والبیہقی فی شعب الایمان	میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی	تخریج کی ہے کہ ابن عباس نے اس
قولہ تعا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت	آیت یمحو اللہ ما یشاء و یثبت کے
قال ینزل اللہ فی کل شہر رمضان	متعلق یہ بیان کیا کہ خدا ہر ماہ رمضان
الی سماء الدنیا فیدبر امر السنۃ	میں سماء دنیا پر اُترتا ہے اور ایکسال
الی السنۃ فی لیلۃ القدر فیمحو	سے دوسرے سال تک کے نظام کی
اللہ ما یشاء و یثبت الا الشقاوۃ	شب قدر میں تدبیر کرتا ہے اور بدبختی
والسعادۃ والحیات والممات	وسعادت زندگی وموت کے علاوہ
انتہی	اور تمام چیزوں میں محو واثبات فرماتا ہے

درمنثور سیوطی

اس روایت میں اگرچہ خدا کے اُترنے کا جزو ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے لیکن اسکی تصریح موجود ہے کہ خداوند عالم کے مقدرات قابل تغیر و تبدل ہیں اور سعادت وشقاوت موت وحیات کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں ان میں خدا محو واثبات فرماتا رہتا ہے۔

(۳)

قال السیوطی فی الدر المنثور	ابن سعید ابن جریر وابن مردویہ نے

اخرج ابن سعید وابن جریر وابن
مردویہ عن الکلبی رضی اللہ عنہ
فی الآیۃ قال یمحو اللہ من الرزق و
یزید فیہ و یمحو من الاجل و یزید فیہ
فقیل من حدثک بھذا قال ابو صالح
عن جابر بن عبد اللہ ابن رباب
الانصاری عن النبی صلی اللہ
علیہ و آلہ۔

علامہ کلبی سے آیت مذکورہ بالا کی
تفسیر میں تخریج کی ہے (کہ وہ یہ کہتے
تھے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے)
کہ خداوند عالم رزق و مدت حیات میں
کمی و زیادتی فرماتا رہتا ہے لوگوں میں سے
کسی نے دریافت کیا کہ آپ سے یہ کس نے بیان کیا
انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے ابو صالح
سے جابر بن عبد اللہ نے جابر ابن عبد اللہ
سے پیغمبر نے اس امر کو بیان فرمایا تھا۔

اس روایت کی آخری کڑی جو راوی تک منتہی ہوتی ہے وہ علامہ کلبی
ہیں۔ انکی توثیق و استناد کے متعلق ابن عدی نے تاریخ کامل میں یہ تحریر کیا ہے کہ

للکلبی احادیث صالحۃ وھو معروف
بالتفسیر ولیس لاحد تفسیر اطول
منہ ولا اشبع۔

کلبی کے متعلق بہت سی صالح حدیثیں موجود
ہیں اور وہ اپنی تفسیر کی وجہ سے معروف
و مشہور ہیں انکی تفسیر سے زیادہ کوئی
تفسیر طولانی و سیر کن نہیں ہے۔

اسی روایت کو علامہ سیوطی نے اپنی کتاب افادہ میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ

اخرج ابن جریر و ابن مردویہ فی

ابن مردویہ و ابن جریر نے اپنی تفسیر میں

تفسیرہما عن الکلبی فی قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت قال یمحو من الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ فقیل من حدثک بھذا قال ابو صالح عن جابر ابن عبداللہ ابن رباب الانصاری عن النبیؐ (دُرِّ منثور سیوطی)	میں اس آیت کے ذیل میں علامہ کلبی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو رزق واجل دونوں چیزوں کے محو و اثبات کا اختیار ہے کسی نے یہ پوچھا کہ آپ یہ کس نے بیان کیا اُنہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے ابو صالح سے جابر ابن عبداللہ نے

اُن سے رسالتمآبؐ نے بیان فرمایا تھا۔

(۴)

روی ابو الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینزل اللہ تعالیٰ فی آخر ثلث ساعات یبقین من اللیل فینظر فی الساعۃ الاولیٰ منھن فی ام الکتاب الذی لا ینظر غیرہ فیمحو ما یشاء ویثبت الخ	ابو درداء روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا شب کی باقیماندہ تین ساعتوں میں نازل ہوتا ہے اور ان تین ساعتوں کی پہلی ساعت میں اُم الکتاب (لوح محو واثبات) پر نظر ڈالتا ہے جسکو اُسکے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا اور پھر جس چیز کو چاہتا ہے

محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے۔

یہ روایت بھی روایات بالا کی ہمنوا اور دعوئے بداء کا ایک واضح ثبوت ہے

(۵)

حضرت علیؑ کی روایت

عن علی رضی اللہ عنہ انہ سأل رسول اللہؐ عن قولہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت فقال لاقرن عین امتی بعدی بتفسیرھا الصدقۃ علی وجھھا و اصطناع المعروف یحول الشقاوۃ سعادۃ و یزید فی العمر و یقی مصارع السوء

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے آیہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت کی تفسیر دریافت کی آپ نے فرمایا کہ میں اس آیت کی تفسیر سے اپنی امت کی آنکھیں خنک کرونگا یا علی صدقہ و امور خیر یہ وہ چیزیں ہیں جو شقاوت کو سعادت سے تبدیل کر دیتی ہیں اور زیادتی عمر اور حفاظت مقامات شر کا باعث ہو جاتی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ دُرِّ منثور سیوطی میں اس روایت کی تخریج کی ہے۔

لباب میں بھی یہ روایت اسی حوالہ کے ساتھ موجود ہے۔

معمولی اختلافات سے قطع نظر کرتے ہوئے روایت جس مفہوم کیطرف اشارہ کر رہی ہے اوسکا مطالعہ کرنیکے بعد یہ حقیقت بالکل نکھر کر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے کہ صدقہ و بجا آوری خیرات اور والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا

دونوں چیزوں کی وجہ سے شقاوت سعادت اور عمر کی کمی زیادتی کیسا تو بدل جایا کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسکو عقیدۂ بداء میں شامل قرار دیا گیا ہے اور اسکے انکار کو بعض نافہم ہستیاں اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھتی ہیں۔

(۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لاینفع الحذر من القدر ولکن اللہ یمحو ما یشاء ویثبت (مستدرک حاکم)۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ تقدیر سے خائف ہونا انسان کیلئے کوئی نفع بخش امر نہیں ہے خداوند عالم دعا کیوجہ سے جس امر کو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔

حاکم نیشاپوری نے کہا ہے کہ ھذہ الروایۃ صحیحۃ۔

(۷)

قیس ابن عباد کی روایت

اخرج ابن جریر عن سعد قال العاشر من الرجب یمحو اللہ فیہ ما یشاء ویثبت الخ

ابن جریر نے سعد سے تخریج کی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دسویں رجب میں خدا اپنے مقدرات میں محو و اثبات فرماتا ہے۔

(۸)

قیس کی روایت

عن قیس ابن عباد قال اللہ امر

قیس ابن عباد سے ابن منذر ابن ابی حاتم

فی کل لیلة العاشر من الاشهر الحرم
اما العاشر من الاضحی فیوم النحر
واما العاشر من المحرم فیوم عاشورا
واما العاشر من رجب فیمحو اللہ
فیہ ما یشاء و یثبت قال ونسیت
ما قال فی ذی القعدہ الخ
(دُرِ منثور سیوطی)
جو پیغمبر نے کہا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا۔

اور بیہقی نے شعب الایمان میں تخریج
کی ہے اونہوں نے یہ کہا کہ خدا کیلئے
ہر شب عاشر اشہر حرم میں امر ہے عاشر
ذیحجہ تو یوم النحر ہے اور عاشر محرم یوم عاشورا
ہے اور عاشر رجب وہ دن ہے جسمیں خدا
اپنے مقدرات میں محو و اثبات فرماتا ہے
اور پھر یہ کہا کہ عاشر ذیقعدہ کے متعلق

(۹)

عمر ابن خطاب کی روایت

اخرج عبد ابن حمید و ابن جریر
و ابن المنذر عن عمر ابن خطاب
انہ قال وھو یطوف بالبیت
اللھم ان کنت کتبت علی شقاوة
او ذنبا فامحہ فانک تمحو ما تشاء
وتثبت وعندک ام الکتاب فاجعلہ
سعادة و مغفرة الخ

عبد ابن حمید ابن جریر و ابن منذر نے
عمر ابن خطاب سے تخریج کی ہے کہ وہ طواف
بیت کرتے وقت یہ دعا کر رہے تھے کہ
خداوندا اگر تو نے لوح محو و اثبات میں
میرے لئے بدبختی یا گناہ قرار دیا ہے تو
اوسے تو محو فرما دے فانک تمحو ما تشاء
تو جس چیز کو چاہتا ہے محو فرماتا ہے اور

جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے تیرے ہی پاس اُم الکتاب ہے اور بد بختی و گناہ کے بجائے تو اُم الکتاب میں میرے لئے سعادت و مغفرت قرار دے ۔

فہم کی قوتیں اگر سالم ہوں تو روایت کے الفاظ یقیناً اس طرف راہنمائی کرینگے کہ دعا کرنیوالا مقدرات امر میں محو و تغیر کا قائل تھا پھر ایسی صورت میں تعجب کی بات ہے کہ جس عقیدہ پر خلیفہ ثانی کی مہر تصدیق ثبت ہے اوسکو ایمان شکن قرار دیا جارہا ہے ۔

(۱۰۱)

ابن مسعود کی روایت

اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعود	ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے تخریج
قال ما دعی عبد قط بهذه الدعوات	کی ہے کہ کوئی شخص اگر یہ دعا پڑھے
الا وسع الله فی معیشته یا ذا المن	تو یقیناً اوسکے رزق میں وسعت ہو جائے
ولا یمن علیه یا ذا الجلال والاکرام	گی کہ اے وہ صاحب احسان جو کسی کا
یا ذا الطول لا اله الا انت ظهر	شرمندۂ احسان نہیں اور اے صاحب
اللاجین وجار المستجیرین مأمن	جلال و کرم اے صاحب عطا تیرے
الخائفین ان کنت کتبتنی عندك	سوا کوئی صاحب ربوبیت نہیں تو ہی
فی ام الکتاب شقیا فامح عنی	لوٹنے والوں کی پشت پناہ اور پناہ لینے
اسم الشقاوة وتثبتنی عندك	والوں کا پناہ دہندہ ہے تو ہی خائفین کا

سعیداً او ان کنت کتبتنی عندک	امن ہے اگر تو نے ام الکتاب میں مجھکو
فی ام الکتاب محروما مقتراعلے	بدبخت لکھا ہے تو بدبختی کو مٹا کر میرے
فی رزقی فامح حرمانی ونیسر رزقی	لئے سعادت تحریر کردے اور اگر تو نے
وثبتنی عندک سعیداً اموفقاً	اپنے کرم سے محروم اور میرے رزق
للخیر فانک تقول فی کتابک الذی	کو محدود وقرار دیا ہے تو میں دعا کرتا
انزلت یمحو اللہ ما یشاء و یثبت	ہوں کہ تو میری محرومیت کو مٹا دے
وعندہ ام الکتاب الخ	اور میرے رزق کے طریقوں کو سہل بنادے

اور اسکے بجائے نیک بختی اور توفیق خیر ثبت کردے تو نے اپنی کتاب منزل میں وعدہ کیا ہے کہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب -

اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں تحریر فرمایا ہے -

(۱۱)

مجاہد کی روایت

اخرج ابن جریر عن مجاہد فی	ابن جریر نے مجاہد سے آیہ یمحو اللہ
قولہ تعالے یمحو اللہ ما یشاء و	ما یشاء کے ذیل میں تخریج کی ہے
یثبت قال اللہ ینزل کل شیٔ	کہ خدا ہر اس شے کو جو کہ سال میں
یکون فی السنۃ فی لیلۃ القدر	ہونیوالی ہوتی ہے لیلۃ القدر

ارباب بصیرت شمع انصاف کی روشنی میں غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا نظائر سے بڑھکر بدا کا اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جس آیت کے ذیل میں ابتک مفسرین کے آراء و افکار کا تذکرہ کیا گیا ہے اوس کے متعلق علامہ فخر الدین رازی کی تحریر بھی خاص طور پہ قابل لحاظ ہے علامہ موصوف اپنی تفسیر کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

فی هذه الآیة قولان الاول انها عامة فی کل شیٔ کما یقتضیه الظاهر قالوا ان الله یمحو من الرزق ما یشاء ویزید فیه وکذا القول فی السعادة والشقاوة والایمان والکفر وهو مذهب عمر وابن مسعود ورواه جابر عن رسول الله والثانی انها خاصة فی بعض الاشیاء دون البعض ففیها وجوه الاول ان المراد من المحو والاثبات نسخ الحکم المتقدم واثبات حکم آخر عن الاول	اس آیت کے متعلق دو قول ہیں اول تو یہ کہ یہ آیت حامل عموم ہے جیسا کہ مقتضائے ظاہر ہے قائلین عموم یہ کہتے ہیں کہ خدا رزق سعادت شقاوت ایمان کفران تمام چیزوں میں اپنی مشیت کے مطابق کمی و زیادتی کر سکتا ہے یہ عمر اور ابن مسعود کا مسلک ہے اور اسکو جابر نے رسالتمآب صلعم سے روایت کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ آیت میں تخصیص ہے اور اسکی مختلف صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ حکم سابق کو منسوخ کر کے خدا اوسکے مقام پہ دوسرا حکم

والثانی انه تعالی یمحو من دیوان
الحفظة ما لیس بحسنة ولا سیئة
لانهم ماموﺭون بکتابة کل قول
وفعل ویثبت غیره الثالث
انه تعالی اراد بالمحو ان من اذنب
اثبت ذلك الذنب فی دیوانه
فاذا تاب عنه محی عن دیوانه
الرابع یمحو الله ما یشاء وهو
من جاء اجله ویدع من لم
یجئ اجله ویثبته الخامس انه تعالی
یثبته فی اول السنة فاذا مضت
السنة محی واثبت کتابا آخر
للمستقبل السادس یمحو نور القمر
ویثبت نور الشمس السابع یمحو
الدنیا ویثبت الآخرة الثامن
انه فی الارزاق والمحن والمصائب
یثبتها فی الکتاب ثم یزیلها

ثبت فرما دیتا ہے دوسرے یہ کہ
چونکہ کرام کاتبین حسنات وسیئات
کی کتابت پر مامور ہیں اس لئے خدا
جب لوح محفوظ میں نیکی و بدی کے
علاوہ کوئی چیز دیکھتا ہے تو اوسے
محو فرما دیتا ہے تیسرے یہ کہ خدا
جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اوس
کے گناہ کو ثبت فرما دیتا ہے اور جب
یہ شخص توبہ کرتا ہے تو اسکے گناہ
کو توبہ کیوجہ سے محو کر دیتا ہے چوتھے
یہ کہ جسکی مدت پوری ہو جاتی ہے
اوسکو مٹا دیتا ہے اور جسکی مدت
باقی ہوتی ہے اوسے قائم رکھتا ہے
پانچویں یہ کہ خدا ابتدائے سال میں
امور کو ثابت فرماتا ہے اور ختم سال
کے بعد ان امور کو محو فرما کر آخر سال
کیلئے اور امور تحریر فرماتا ہے چھٹے

بالدعاء والصدقة وفيه حث
على الانقطاع الى الله تعالى التاسع
تغير احوال العبد فما مضى منها فهو
المحو وما حصل وحضر فهو الاثبات
العاشر يزيل ما يشاء من حكمه
لا يطلع عليه احد فهو المتفرد
بالحكم كما يشاء وهو المستقل
بالايجاد والاعدام والاحياء
والاماتة والاغناء والافقار
بحيث لا يطلع على غيبه احد
واعلم ان هذا الباب فيه مجال
عظيم فان قال قائل الستم تزعمون
ان المقادير قد جف بها القلم فكيف
يستقيم مع هذا المعنى المحو والاثبات
قلنا ذلك المحو والاثبات ايضا
مما جف به القلم فلا يمحو الا
ما سبق علمه وقضائه بمحوه الخ

یہ کہ نور قمر مٹا کر نور آفتاب کو ثابت فرماتا
ہے ساتویں یہ کہ دنیا کو فنا کرتا ہے اور
آخرت کو باقی رکھتا ہے آٹھویں یہ کہ
رزق کی مصیبتیں تکلیفیں اونکو
ابتداءً خدا ثابت کرتا ہے اور پھر صدقہ
و دعا کیوجہ سے اونہیں زائل کر دیتا ہے
یہ صورت رجوع الی اللہ کی باعث ہے
نویں یہ کہ امور ماضی میں بندوں کے
حالات کا تغیر یہ محو ہے اور جو چیزیں حاضر
ہیں اُن سے مراد اثبات ہے دسویں یہ
کہ خدا کی مشیت جن احکام سے متعلق
ہوتی ہے اون کو زائل فرما دیتا ہے
اوسکے حکم میں کوئی شریک نہیں وہ پیدا
کرنے اور فنا کرنے زندہ رکھنے اور مارنے
فقیر کرنے اور غنی کرنے پر ہر طرح قادر
و مختار ہے اوسکی مشیت کا کسی کو
علم نہیں ہوسکتا جس مطلب کا تذکرہ کیا

گیا ہے اسمیں بحث کی گنجایش بہت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امور تقدیری کو قلم قدرت ثبت کر چکا ہے لہذا اوسمیں محو و اثبات کیونکر ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ دیا جائے گا کہ جس طرح مقدرات کو قلمِ قدرت سے تحریر کیا ہے اوسیطرح اسمیں محو و اثبات کو بھی تحریر کر دیا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ جن چیزوں کو محو کرتا ہے وہ پہلے سے اوسکے علم میں موجود ہوتی ہیں۔

اس تفسیر سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ بدا قرآنی تعلیم ہے اور عقلی حیثیت سے اسمیں نکتہ چینی کا محل نہیں۔

ظاہر ہے کہ عقیدۂ مذکور اگر کوئی غیر معقول عقیدہ ہوتا تو خدا کی وہ کتاب جو کہ حقائق کا خزانہ اور معارف حقہ کا سرچشمہ ہے اوسکی تائید میں کبھی رطب اللسان نظر نہ آتی۔

اب اسکے بعد بھی اگر مذکورہ بالا عقیدہ کو شیعوں کا طبعزاد عقیدہ قرار دیکر ناقابلِ عمل قرار دیدیا جائے تو یہ یقیناً ایسا کہنے والے کی واماندگی و عاجزی کا ثبوت ہوگا۔

علامہ زمخشری بلکی تائید میں

مذکورۃ الصدر آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ زمخشری تفسیر

کشاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ

یمحو اللہ ما یشاء و ینسخ ما یستصوب
نسخہ و یثبت بدلہ ما یری
المصلحۃ فی اثباتہ و یترکہ غیر
منسوخ وقیل یمحو من دیوان
الحفظۃ مالیس بحسنۃ ولا سیئۃ
لانہم مامورون بکتابۃ کل قول
وفعل و یثبت غیرہ وقیل یمحو
کفر التائبین بالتوبۃ و یثبت
ایمانہم وطاعتہم

یعنی یمحو اللہ ما یشاء سے یہ مراد ہے
کہ خدا جس امر کو قابل نسخ سمجھتا ہے
اوسے منسوخ کرکے اوسکے عوض میں
ایسے امر کو ثبت فرما دیتا ہے جسکا اثبات
قرین مصلحت ہوتا ہے اور جو امور اُسکی
نگاہ میں ناقابل نسخ ہوتے ہیں اونکو
قائم رکھتا ہے اور اونکو منسوخ نہیں
فرماتا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یمحو
اللہ ما یشاء سے یہ مراد ہے کہ ملائکہ
حافظین کے دفتر سے اون امور کو محو فرما دیتا ہے جنکا تعلق نہ خیر سے ہوتا ہے
نہ شر سے چونکہ ملائکہ ہر قول و فعل کے لکھ لینے پر مامور ہیں اسلئے وہ حسنات
وسیئات کو تحریر کرتے ہیں مگر خدا موافق مصلحت اونکو محو فرما دیتا ہے
مگر یہ قول ضعیف ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ معصیت کرنیوالوں کی
معصیت کو توبہ کی وجہ سے محو فرما کر اُسکے بجائے طاعت و ایمان کو درج
کر دیتا ہے۔

منکرین عقیدۂ بدا کو سبق لینا چاہئے کہ علامہ موصوف نے جس

قول کو بغیر تضعیف اپنے سلسلۂ افادات میں تحریر فرمایا ہے وہ پہلا قول ہے جسکا واضح مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم امور عالم میں سے جس شئے کے محو کئے جانیکی مصلحت دیکھتا ہے اسے محو کر دیتا ہے اور اوسکے بجائے مصلحت جس دوسرے امر کی مقتضی ہوتی ہے اوسے ثبت فرما دیتا ہے۔

یہ کھلی ہوئی بدا (نسخ تکوینی) کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔

نگاہوں کے سامنے سے تعصب کے تاریک پردے ہٹا کر دیکھو اور غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ شیعہ درحقیقت بدا کے بمعنی نسخ ہی قائل ہیں بمعنی ظہور غلطی لائے سابق بدا شیعوں کی کسی ایک فرد کا بھی عقیدہ نہیں ہے

اس تفسیر میں بذیل آیۃ

وما یعمر معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب

علامہ موصوف رقمطراز ہیں کہ

وفیہ تاویل آخر وھو انا لا تطول عمر الانسان ولا ننقصہ الا فی کتاب وصورتہ ان یکتب فی اللوح ان حج فلان او غزا فعمرہ اربعون سنۃ وان حج وغزا فعمرہ ستون سنۃ فاذا اجمع فیبلغ

اس آیت کی ایک اور تاویل ہے اور وہ یہ کہ ہم انسان کی عمر کو نہ گھٹاتے ہیں نہ بڑھاتے ہیں مگر کتاب میں۔ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ خدا لوح پر یہ تحریر فرما دیتا ہے کہ فلاں شخص اگر حج یا جہاد کریگا تو اوسکی عمر چالیس سال

السنين فقد عمر واذا افنى احدهما
فلم يتجاوز الاربعين فقد نقص
من عمره الذي هو الغاية وهو
الستون واليه اشار رسول الله صلعم
في قوله ان الصدقة والصلة
تعمران الديار وتزيدان في الاعمار
وعن كعب انه قال حين طعن
عمر لو ان دعى الله لاخر في اجله
فقيل لكعب اليس قد قال الله تع
اذا جاء اجلهم لا يستقدمون
ساعة ولا يستاخرون قال وقد
قال الله تع وما يعمر من معمر ولا ينقص
الا في كتاب وقد افاض الله ع
الالسنة اطال الله بقائك و
فسح في مدتك وما اشبهه

کی ہوتی ہے اور اس سے تجاوز نہیں
کرتی اور اسکی عمر گھٹ جاتی ہے یہی
نیقص من عمرہ کا مطلب ہے اور
اسی کی طرف رسالتمآب صلعم نے اپنی اس
حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ صدقہ
اور صلہ رحم شہروں کو آباد اور عمروں کو
زیادہ کردیتے ہیں یعنی انکی وجہ سے
عمر زیادہ ہوجاتی ہے اور کعب کی روایت
ہے کہ جب عمر ابن خطاب زخمی ہوئے
تو عمر نے یہ کہا کہ اگر یہ دعا کرتے تو انکی
اجل میں تاخیر ہوجاتی کسی شخص نے
یہ کہا کہ خدا تو یہ فرماتا ہے کہ جب انکی
اجل آجاتی ہے تو نہ وہ ایک گھڑی
پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ
سکتے ہیں کعب نے کہا کہ خدا نے
یہ بھی تو کہا ہے کہ ما یعمر من معمر اور اسی نے تمام زبانوں
پر یہ فقرے جاری کئے ہیں کہ اطال اللہ بقائک خدا تیری عمر دراز کرے یا

فسح اللہ عمرک خدا تیری مدت کو وسیع کردے۔

عقیدۂ بدا کا مذاق اُڑانیوالے اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈالکر دیکھیں کہ اونھی کے یہاں کے ارباب قلم اسکی تائید میں شیعوں کا کیونکر ساتھ دے رہے ہیں۔

تفسیر کی عبارت سے چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(۱) خداوند عالم نے لوحِ محو و اثبات کو خلق فرمایا ہے اور اوسمیں باقتضاء محل زیادتی و کمی فرماتا رہتا ہے۔

(۲) ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوحِ محو و اثبات میں مدت حیات شرائط پر معلق کردیجاتی ہے۔

(۳) پیغمبر اسلام کی حدیث کے موافق صدقہ و صلۂ رحم سے عمر طولانی ہوجاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدا کی بنیاد بانیٔ اسلام کی تعلیم ہے اور اسکو شیعی اختراع سے کوئی تعلق و رابطہ نہیں۔

(۴) اصحاب رسول بھی اس عقیدہ کے موافق تھے۔

(۵) مذکورۂ بالا خیال اور آیہ اذا جاء اجلھم میں کسی قسم کی منافات نہیں۔

بیشک خدا کے علم میں موت کی جو ساعت مقدر ہے اوسمیں کمی و زیادتی کا کوئی امکان نہیں اور اسکا کسی اور کو حق حاصل نہیں ہے لیکن

اگر خدا چاہے تو اُسکی قدرت و اختیار کا دائرہ چونکہ وسیع ہے اسلئے اُسکے لئے تغیر دنیا احکام کو کسی طرح مستحیل نہیں قرار دیا جا سکتا اور یہ تغیر بھی علم باری میں پہلے سے گذرا ہوتا ہے

علامہ زمخشری کی دوسری تائید

صاحب تفسیر کشاف ایک طولانی عبارت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

عن عبد اللہ ابن طاھر انّہ دعا الحسین ابن الفضل و قال اشکلت علیّ ثلاث ایات دعوتك لتکشفھا لی قولہ تعم فاصبح من النادمین وقد صح ان الندم توبۃ ۲ وقولہ کلّ یوم ھو فی شان وقد صح ان القلم جف بما ھو کائن الی یوم القیامۃ ۳ وقولہ ان لیس للانسان الا ما سعی فما بال الاضعاف فقال الحسین یجوز ان لا یکون الندم توبۃ فی ھذہ

عبد اللہ ابن طاہر نے ایکمرتبہ حسین ابن فضل کو بُلایا اور کہا کہ مجھے تین آیتیں مشکل معلوم ہوتی ہیں میں چاہتا ہوں کہ انہیں سلجھا دو اوّلاً یہ آیت کہ فاصبح من النادمین اور صحیح یہ ہے کہ ندامت توبہ ہے تو بعد توبہ قابیل کے معذب رہنے کی کیا وجہ دوسرے یہ آیت کہ کل یوم ھو فی شان حدیث میں تو یہ ہے کہ جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہو چکا اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ ہو سکتا ہے تیسرے یہ آیت کہ ان

لا امة ویکون توبة فی هذه الامة
لان الله خص هذه الامة بخصائص
لم یشارکهم فیها الامم وقیل ان
ندم قابیل لم یکن علی قتل هابیل
ولکن علی حمله واما قوله وان
لیس للانسان الا ما سعی لیس
له الا ما سعی عدلا ولی ان
اجزیه لواحد الا الف فضلا
واما قوله کل یوم هو فی شان
فانها شئون یبدیها لا شئون
یبتدیها فقام عبد الله و
قبل راسه۔

(تفسیر کشاف)

لیس للانسان الا ما سعی اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر کوشش
ہی کے ثواب مل سکتا ہے۔ تو پھر اس
آیت کا کیا مطلب ہوا کہ اگر نیک
عمل کریگا تو اُسے اوسکا دس گنا
اجر ملے گا۔ فضل نے جواب دیا کہ
اُمت محمدیہ کیلئے چونکہ خدا نے ایسے
خصوصیات قرار دیئے ہیں جنمیں
کوئی دوسرا اُنکا شریک نہیں اسلئے
ممکن ہے زمانۂ سابق میں ندامت
قائم مقام توبہ نہو اور اب قرار دیدی گئی ہو
اسکے علاوہ قابیل کی ندامت قتل ہابیل
پر نہ تھی بلکہ اس امر پر تھی کہ اُسنے اُنکی نعش کو
اُٹھایا کیوں تھا دوسرے اشکال کا حل یہ ہے کہ مقتضائے انصاف تو یہ ہے کہ بقدر
کوشش ثواب عطا کیا جائے مگر اب اُسکا فضل ہے کہ ایک کے عوض ہزار عطا فرمادے
تیسرے شبہہ کا حل یہ ہے کہ کل یوم ہو فی شان میں جو حالات ہیں وہ مقرر پہلے
سے ہوتے ہیں خدا اُنہیں ظاہر کرتا ہے۔ نہ یہ کہ اُنہیں ابھی ابھی قرار دیتا ہے۔

حسین ابن فضل کا افادہ اسکا شاہد ہے کہ وہ بدا کے قائل تھے اور انکا مسلمہ علامہ زمخشری کے نزدیک ناقابل انکار تھا اسی لئے اوسکو علامہ موصوف نے بلا جرح و قدح نقل کر دیا ۔

قرآنی واقعات و قصص سے بدا کی تائید

سورۂ یونس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا و متعناھم الی حین ۔ اسکے متعلق مفسر بیضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ :

روی ان یونس ؑ بعث الی نینوی من الموصل فکذبوہ و اصروا علیہ فوعدھم بالعذاب الی ثلث و قیل الی اربعین فلما دنا العذاب اغامت السماء غیما اسود ذا دخان شدید فھبط حتی غشی مدینتھم فتابوا و طلبوا یونس فلم یجدوہ فایقنوا صدقہ فلبسوا المسوح و برزوا

یونس ؑ موصل سے نینوی کیطرف بھیجے گئے مگر لوگوں نے اونکو جھٹلایا اور اپنے طریق عمل پر مصر رہے یہ دیکھکر حضرت یونس نے باختلاف روایت تین روز یا چالیس روز کے بعد اوسے نزول عذاب کا وعدہ کیا جب وقت عذاب قریب آیا تو آسمان پر ایک دھواں دھار سیاہ ابر چھا گیا ان حالات کو دیکھکر قوم یونس

الى الصعيد بانفسهم ونسائهم
ودوابهم وفرقوا بين كل والدة
وولدها فحن بعضها الى بعض
وعلت الاصوات والعجيج واخلصوا
التوبة واظهروا الايمان وتضرعوا
الى الله فرحمهم وكشف عنهم
وكان يوم عاشوراء يوم الجمعة
(تفسیر بیضاوی)

نے توبہ کی اور یونسؑ کو تلاش کیا مگر
وہ نہ ملے اسوقت اُن لوگوں کو پیغمبر
کی سچائی کا یقین ہوگیا اور وہ لوگ
کمبل اوڑھکر میدان میں اپنے چوپایوں
اور عورتوں کے ساتھ آئے اور بچوں کو
ماؤں سے علحدہ کردیا اور ایک دوسرے
کیطرف مشتاق نگاہوں سے دیکھنے لگا
اور سب نے ملکر خلوص کیساتھ توبہ
کی اور اظہار ایمان کیا اس تضرع کیوجہ سے خدا نے اُنپر رحم کیا اور عذاب
کو اُن سے ہٹا دیا جس دن یہ واقعہ ہوا وہ عاشورے کا روز اور جمعہ کا دن تھا

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ

اخرج ابن مردویه عن ابن
مسعودؓ عن النبیؐ قال ان
یونس دعا قومه فلما ابوا ان
یجیبوه وعدهم العذاب فقال
انه یاتیکم یوم کذا وکذا ثم
خرج عنهم وکانت الانبیاء علیهم السلام

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے
اُنہوں نے رسالتمآبؐ سے تخریج
کی ہے کہ یونسؑ نے اپنی قوم کو ایمان
کی طرف دعوت دی لیکن جب
اُنہوں نے اُنکی دعوت پر لبیک کہنے
سے انکار کیا تو یونسؑ نے اون کو

اذا وعدت قومها العذاب
خرجت فلما اظلهم العذاب خرجوا
ففرقوا بين المرءة وولدها وبين
السخلة واولادها وخرجوا وعجوا
الى الله وعلم الله منهم الصدق
فتاب عليهم وصرف عنهم العذاب
وقعد يونس فى الطريق يسئل
عن الخبر فمر به رجل فقال ما
فعل قوم يونس فحدثه بما صنعوا
فقال لا ارجع الى القوم فقد
كذبتهم وانطلق مغاضبا يعنى
مراغما۔
(دُرمنثور)

عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ فلاں فلاں
روز تمپر عذاب نازل ہوگا اور یہ
کہکر اپنی قوم سے جدا ہوگئے اسلئے کہ
انبیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنی
قوم سے وعدۂ عذاب کرتے ہیں تو اُنسے
علحدہ ہوجاتے ہیں جب قوم یونس
کے سروں پہ عذاب چھا گیا تو وہ
وادی کیطرف نکلے اور ماؤں کو بیٹوں
سے جدا کر دیا اور خدا سے آہ وزاری
کیا تھ دعا کرنے لگے خدا نے جب
اُنکا خلوص دیکھا تو عذاب کو دور
کر دیا یونسؑ سر راہ بیٹھے ہوئے اس

قوم کی حالت کو آنیوالوں سے پوچھ رہے تھے یہانتک کہ ایک شخص آیا اور
اُسنے اُنکا کُل واقعہ دوہرایا یہ سُنکر جناب یونسؑ نے فرمایا کہ اب میں اپنی قوم کیطرف
نہ جاؤنگا اسلئے کہ میں اونکے خیال کے مطابق جھوٹا ہونگا یہ کہا اور غصہ کیحالت
میں اُٹھکر چلے گئے ۔

دوسری آیت وواعدنا موسیٰؑ — ہمنے موسیٰؑ سے تیس دن کا وعدہ کیا

ثلثین لیلۃ ثم اتممناھا بعشر تھا پھر دس دن کا اضافہ کر کے
چالیس پورے کر دیئے۔

اسکی تخریج کرتے ہوئے علامہ سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ

اخرج عبد الرزاق وعبد ابن
حمید عن مجاھد وواعدنا موسیٰ
ثلثین لیلۃ قال ذو القعدۃ
واتممناھا بعشر قال ان موسیٰ
قال لقومہ ان ربی وعدنی
ثلثین لیلۃ ان القاہ واخلف
ھارون فیکم فلما اتصل موسیٰ
الی ربہ زادہ اللہ عشرۃ فکانت
فتنتھم فی العشر التی زادت

عبدالرزاق وعبد ابن حمید نے اس
آیت کے ذیل میں مجاہد سے تخریج
کی ہے کہ خدا نے موسیٰؑ سے ذوالقعدہ
کا وعدہ کیا تھا پھر دس روز کا اضافہ
کر دیا۔ واقعہ یہی تھا کہ جناب موسیٰؑ
نے قوم سے یہ کہا تھا کہ خدا نے مجھسے
تیس دن کی ملاقات کا وعدہ کیا ہے
اور اس زمانہ تک ہارون کو تم میں
خلیفہ بنا دیا ہے جب موسیٰؑ کوہ طور
پر پہونچے تو خدا نے دس دن کا اور اضافہ کر دیا اونکی قوم کا فتنہ انہی زائد
شدہ دس دنوں میں برپا ہوا تھا۔

اس واقعہ کی توضیح کرتے ہوئے صاحب حبیب السیر نے
لکھا ہے کہ "بنی اسرائیل بکرات ومرات بعرض موسیٰؑ رسانیدند کہ مارا شریعتے
مجدد میباید تا بمقتضائے آن عمل نمائیم وآنجناب اینمعنی را بمعروض بارگاہ احدیت

گردانید خطاب آمد کہ بطور سینا شتافتہ سی روز روزہ دارتا مسئول تو
قبول یابد و موسیٰؑ ہارون را بخلافت خویش درمیان قوم خود گذاشتہ
و نفس نفیس با ہفتاد تن از صلحائے بنی اسرائیل بطرف طور در حرکت آمد
و بعد از وصول بقصد از غرّہ ذیقعدہ تا سلخ ماہ مذکور روزہ گردانید و موجب
وحی الٰہی عشرہ ذیحجہ را با آن منضم گردانید کما قال عزّ و جل و واعدنا موسیٰ الخ
"بنی اسرائیل نے بکرّات و مرّات جناب موسیٰؑ سے عرض کیا کہ
ہمارے لئے ایک جدید شریعت ہونی چاہیئے تاکہ ہم اوسپر عمل کریں جناب
موسیٰؑ نے اپنی قوم کی یہ استدعا خدا کے سامنے پیش کی وہاں سے ارشاد ہوا
کہ موسیٰؑ طور سینا ہی پر آکر تیس روز تک روزہ رکھو اسکے بعد تم جو دعا کروگے
وہ قبول کر لی جائیگی جناب موسیٰؑ جناب ہارون کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے
اور خود ستر بنی اسرائیل کے ساتھ طور کیطرف چلے گئے اور وہاں پہونچکر تیس
دن تک روزے رکھے اور بموجب حکم خدا عشرہ ذیحجہ کو بھی ماہ ذیقعدہ کیساتھ
منضم کردیا۔ اسی طرف خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ
و واعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ الخ"۔

وعدۂ سابق کو بمصلحت منسوخ کرنا درحقیقت یہی بدا ہے جسکو
مذکورۂ بالا شواہد و نظائر نے روز روشن کیطرح واضح و ہویدا کردیا۔ اسکے
بعد بھی اگر حقیقت ذہن نشین نہو تو یہ فہم کا قصور ہوگا۔

ہم بدا کو مفاد نصوص قرآنی کے بالکل مطابق خیال کرتے ہیں مگر جہانتک غلطی رائے سے مفہوم بدا کا تعلق وارتباط ہے وہانتک قطعاً ہم اسکے خلاف ہیں ہمارے نقطۂ عقیدت کی اگر تشخیص کرنا ہے تو ذیل کے شواہد کو بغور دیکھو ۔ اگر قوائے ادراک سالم ہونگے تو حقیقت کے چہرہ سے نقاب اشتباہ کا اُٹھنا کچھ دشوار نہوگا ۔

عقیدہ کے اصلی خط و خال

علامہ صدوق نے کتاب التوحید میں تحریر فرمایا ہے کہ

لیس لبداء کما یظنہ جہال الناس کلانہ بداء عن ندامۃ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا ولکن یجب علینا ان نقر للہ عز وجل بان لہ البداء معناہ ان لہ ان یبداء بشیء من خلقہ الخلقہ قبل شیء ثم یعدم ذلک الشیء ویبدء الخلق غیرہ او یامر بامر ثم ینہی عن مثلہ او

خدا کو بدا جیسا کہ عوام الناس کا گمان ہے ندامت کیوجہ سے نہیں ہوتا اسلئے کہ خدا ندامت سے بہت بلند و برتر ہے ہم پر واجب ہے کہ ہم خدا کیلئے بدا کے اس معنی سے قائل ہوں کہ خدا کو اسکا اختیار ہے کہ وہ اپنے مخلوقات میں سے کسی ایک شے کو دوسری چیز سے پہلے خلق فرمائے پھر اس شے کو لامعلوم

ينهى عن شئ ثم يامر بمثل ما
نهى عنه وذلك مثل نسخ الشرائع
وتحويل القبلة وعدة المتوفى
عنها زوجها ولا يامر الله عباده
بامر في وقت ما الا ويعلم ان الصلاح
لهم في ذلك الوقت في ان يامرهم
بذلك ويعلم في وقت اخر ان
الصلاح لهم في ان ينهاهم عن
فعل ما امرهم به فاذا كان ذلك
الوقت امرهم بما يصلحهم فمن اقر
لله عز وجل بان له ان يفعل
ما يشاء ويوخر ما يشاء ويخلق
مكانه ما يشاء ويقدم ما يشاء
ويوخر ما يشاء ويامر بما يشاء
كيف يشاء فقد اقر بالبداء و
ما عظم الله بشئ افضل من
الاقرار بان له الخلق والامر

معدوم کرکے اُسکے مقام پر کوئی دوسری
شے خلق فرمادے یا یہ کہ پہلے ایک
شے کا حکم دے اور اُسکے بعد اُسکے
امثال سے نہی فرمادے یا یہ کہ پہلے
ایک شے کا حکم دے اور اُسکے بعد
امثال منہی عنہ کا حکم دیدے جیسے
شریعتوں کا منسوخ کردینا یا قبلہ کا
بدل دینا یا اُس عورت کا عدہ جسکا
شوہر وفات پاچکا ہو بیشک خدا
کسی وقت خاص میں کوئی حکم نہیں
دیتا مگر یہ کہ اُسمیں اصلاح دیکھتا ہے
اور یہ دیکھتا ہے کہ اسوقت اُنکو یہ حکم
دینا ہی قرین مصلحت ہے پھر اُسکے
بعد جب یہ ملاحظ فرماتا ہے کہ اسوقت
انکی صلاح یہ ہے کہ اُنکو اُس حکم
کی بجا آوری سے روک دیا جائے
تو روک دیتا ہے اگر کوئی شخص

والتقديم والتاخير واثبات
ما لم يكن ومحو ما قد كان والبداء
هو رد على اليهود لانهم قالوا
ان الله قد فرغ من الامر فقلنا
ان الله كل يوم هو فى شان
يحيى ويميت ويرزق ويفعل
ما يشاء والبداء ليس من
ندامة۔
(كتاب التوحيد)

بدا کا اس معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے
اقرار کرے کہ خدا کو اختیار ہے کہ جو
چاہے وہ کرے اور جس چیز کو چاہے
موخر کرکے اوسکے مقام پر دوسری
چیز کو خلق فرمادے وہ جس چیز کو
چاہتا ہے معین کر دیتا ہے اور جسے
چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے وہ جس طرح
اور جیسا چاہتا ہے حکم فرماتا ہے تو
وہ یقیناً عقیدۂ (بدا) کا مقر ہے

اور اس سے بڑھکر کوئی اقرار باعث تعظیم خدا نہیں ہوسکتا کہ خدا کو خلق و
تقدیم و اثبات ومحو ان تمام چیزوں کا اختیار ہے عقیدۂ بدا یہودیوں کے
خیالات کی رد ہے یہودیوں کا یہ خیال ہے کہ خدا تقدیر امور سے فارغ ہوچکا
ہم انکی اس طرح رد کرتے ہیں کہ خدا ہر روز ایک شان میں ہے جسے
چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے زندہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے
رزق دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسکو بدا جہالت یا ندامت
کیوجہ سے معاذ اللہ نہیں ہوتا۔

اسی مطلب کی علامہ میر باقر داماد نے ان لفظوں میں تائید فرمائی ہے کہ

البداء منزلته في التكوين منزلة
النسخ في التشريع فما الامر
التشريعي والاحكام التشريعية
التكليفية والوضعية المتعلقة
بافعال المكلفين نسخ فهو في
الامور التكوينية والمعلومات
الكونية والمكونات الزمانية
بداء فالنسخ كانه بداء تشريعي
والبداء كانه نسخ تكويني ولا بداء
في القضاء ولا بالنسبة الى
جناب القدوس الحق والمفارقات
المحضة من ملائكته القدسية
ولا في متن الدهر الذي هو ظرف
الحصول القار والثبات البات
ووعاء نظام الوجود كله انما
البداء في القدر وفي امتداد
الزمان الذي هو افق التقضي

بدا کا مرتبہ تکوین وخلق میں وہی ہے
جو نسخ کا مرتبہ تشریع میں ہے پس
جو چیز کہ احکام تکلیفیہ وتشریعیہ
میں نسخ ہے وہی تکوینیات اور
مکونات کے اعتبار سے بدا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ بدا گویا نسخ
تکوینی اور نسخ گویا بداء تشریعی ہے
اور بدا کا تعلق نہ علم واجب الوجود
سے ہے نہ قضائے مبرم سے ہے
نہ مفارقات قدسیہ سے ہے اور نہ
دہر سے ہے جو کہ حصول مستقر ثبات
محض اور کل نظام وجود کا ظرف
ہے بلکہ بدا کا تعلق مقدرات
اور اون امتدادات زمانیہ سے
ہے جو کہ افق مرور حدوث اور
ظرف تقدم وتاخر ہیں بہ نسبت
حقائق مادیہ اور کائنات زمانیہ کے

وَالتجدد وظرف السبق واللحوق والتعاقب بالنسبة الی الکائنات الزمانیة والهویات الهیولانیة وبالجملة بالنسبة الی من فی عالم المکان والزمان ومن فی عوالم المادة واقالیم الطبیعة۔

اور محصل یہ ہے کہ بدا کا تعلق زمانیات ومکانیات اور طبعیات ومادیات سے ہے۔

بدا کے متعلق علامہ مجلسی کا افادہ

ولنذکر ما ظهر لنا من الآیات والاخبار بحیث تدل علیه النصوص الصریحة ولا تأبی عنه العقول الصحیحة فنقول وبالله التوفیق انهم علیهم السلام انما بالغوا فی البداء ردا علی الیهود الذین یقولون ان الله قد فرغ من الامر ومن النظام وبعض المعتزلة الذین یقولون ان الله خلق الموجودات دفعة

بدا کے متعلق اقوال علما کا تذکرہ فرمانیکے بعد لکھتے ہیں کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات واخبار کے مفہوم کو ہم پیش کر دیں جن پر نا قابل انکار تصریحی نصوص دال ہیں اس ارادہ کی تکمیل میں ہم توفیق خدا کے خواستگار ہیں یہ امر بالکل قابل تسلیم ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے بدا میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور اسکی وجہ یہودیوں کے خیال کی رد تھی جنکا یہ خیال

واحدة على ما هي عليه الآن
معادن ونباتاً وحيواناً وانساناً
ولم يتقدم خلق آدم على خلق الاولاد[2]
والتقدم انما يقع في ظهورها لا في
حدوثها ووجودها وانما اخذوا
هذه المقالة من اصحاب الكمون
والظهور من الفلاسفة وعلى
بعض الفلاسفة القائلين بالعقول
والنفوس الفلكية وبان الله
تعالى لم يؤثر حقيقة الا في العقل
الاول فهم يعزلونه تعالى عن ملكه
وينسبون الحوادث الى هؤلاء فنفوا[3]
ذلك واثبتوا انه تعالى كل يوم في
شان من اعدام شئ واحداث
آخر واماتة شخص واحياء آخر الى
غير ذلك لئلا يتركوا العباد التضرع[4]
الى الله ومسئلته وطاعته

تھا کہ خدا تقدیر امور و انتظامات سے
فارغ ہو چکا اب کچھ نہیں کرسکتا یا اُس
طریقہ سے فرقہ معتزلہ کے اُن بعض افراد
کی تکذیب مقصود تھی جنکا یہ عقیدہ
تھا کہ خدا کو جو پیدا کرنا تھا اُسکو
وہ دفعۃً واحدہ پیدا کرچکا اُس صورت
سے جیسے کہ وہ اسوقت معدنی نباتی
انسانی ہیئتوں میں موجود ہیں انکے
خیال میں خلقت آدم خلقت بنی آدم
پر مقدم نہیں تھی تقدم و تاخر جو کچھ
ہے وہ ظہور میں ہے ورنہ حدوث
میں سب برابر ہیں اونکا یہ خیال اصحاب
کمون و ظہور سے ماخوذ تھا جو فلسفیوں کی
ایک مشہور جماعت ہے اور اُن فلاسفہ
کے خیال کی رد منظور تھی جو کہ
ایجاد عالم میں نفوس فلکیہ و عقول
کو مؤثر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں

والتقرب اليه بما يصلح امور دنياهم
وعقباهم وليرجوا عند التصدق
على الفقراء و صلة الارحام و
بر الوالدين والمعروف والاحسان
ما وعدوا عليها من طول العمر
و زيادة الرزق وغير ذلك ثم
اعلم ان الايات والاخبار تدل
على ان الله تعالى خلق لوحين اثبت
فيهما ما يحدث من الكائنات
احدهما اللوح المحفوظ الذى
لا تغير فيه اصلا وهو مطابق
لعلمه تعالى والآخر لوح المحو
والاثبات فيثبت فيه شيئا ثم
يمحوه لحكم كثيرة لا يخفى على
اولى الالباب مثلا يكتب فيه
ان عمر زيد خمسون سنة و
معناه ان مقتضى الحكمة ان

کہ خدا کی تاثیر عقل اول سے متعلق ہے
اور جتنے حوادث ہیں وہ اُسکے اثر سے
معرا ہیں اس خیال کی نفی فرماتے
ہوئے ائمہ علیہ السلام نے فرما دیا کہ
خدا کیلئے ہر روز ایجاد و اعدام احیاء
و اماتت کی ایک شان ہے تاکہ خدا
کیطرف تضرع و زاری کرنیسے لوگ
غافل نہوں اور اُسکی رضا جوئی
اطاعت اور امور صالحہ سے اُسکی
بارگاہ میں تقرب حاصل کرنیکے لئے
ساعی ہوں اور صلہ رحم صدقہ بر والدین
نیکی احسان وغیرہ کو بجالا کر اون
ثوابات کو حاصل کریں جو کہ خدا کیطرف
سے طول عمر زیادتی رزق وغیرہ سے
اُنپر مرتب کئے گئے ہیں آیات و اخبار
سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے
دو لوحیں خلق فرمائی ہیں ایک لوح محفوظ

یکون عمرہ کذا اذا لم یفعل ما یقتضی
طوله او قصره فاذا وصل الرحم
مثلا یمحی الخمسون ویکتب
مکانه ستون واذا قطعها یکتب
مکانه اربعون وفی اللوح المحفوظ
انه یصل وعمرہ ستون کما ان
الطبیب الحاذق اذا اطلع علی
مزاج شخص یحکم بان عمرہ بحسب
هذا المزاج یکون ستین سنة
فاذا شرب سما ومات او قتله
الانسان فنقص من ذلك او
استعمل دواء اقوی من اجربه
فزاد علیه لم یخالف قول الطبیب
والتغیر لو اقع فی هذا اللوح
مسمی بالبداء اما لانه مشبه
به کما فی سائر ما یطلق علیه
تعالی من الابتلاء والاستهزاء

جسمیں تغیرات ناممکن ہیں دوسری
لوح محو و اثبات اسمیں خدا جس
چیز کو بمصلحت قابل محو سمجھتا ہے
اُسے محو فرما دیتا ہے اور جسے قابل
ثبت سمجھتا ہے اُسے ثبت فرما دیتا
ہے مثلاً اُسپر یہ تحریر کرتا ہے کہ زید
کی عمر پچاس سال کی ہے یعنی اسکا
مطلب یہ ہے کہ مقتضائے حکمت تو
یہی ہے کہ اُسکی عمر اتنی ہی ہو لیکن
اُسوقت جبکہ یہ ایسی چیزیں بجا
نہ لائے جو مقتضی طول و قصر عمر
ہو سکتی ہیں پس اگر زید نے صلہ رحم
کیا مثلاً تو پچاس کو محو کرکے ساٹھ
لکھدیئے گئے اور اگر قطع رحم کیا تو
پچاس کے بجائے چالیس لکھدیئے
گئے اور لوح محفوظ میں یہ تحریر ہے
کہ اُسکی عمر ساٹھ سال کی مثلاً فلاں

والتجربة وامثالها اولانه
يظهر للملائكة او للخلق اذا اخبروا
بالاول خلاف ما علموا اولاً و
اى استبعاد فى تحقق هذين
اللوحين واية استحالة فى هذا
المحو والاثبات حتى يحتاج الى التأويل
والتكلف وان لم يظهر الحكمة
فيه لنا بعجز عقولنا عن الاحاطة
بها مع ان الحكم فيه ظاهرة
منها ان يظهر للملائكة الكاتبين
فى اللوح والمطلعين عليه لطفه
بعباده وايصالهم فى الدنيا
الى ما يستحقونه فيزدادوا به
معرفة ومنها ان يعلم العباد
باخبار الرسل والحجج عليهم السلام
ان لاعمالهم الحسنة مثل
هذه التاثيرات فى صلاح

صورت میں اور چالیس سال کی
فلاں صورت میں ہوگی اسکی مثال
بالکل یہ ہے جیسے کوئی حاذق طبیب
کسی شخص کے مزاج پر مطلع ہوکر یہ
پیشنگوئی کرے کہ بحسب مزاج
اسکی عمر مثلاً ساٹھ سال کی ہوگی
پس اگر اسنے زہر لیا یا قتل کردیا
گیا تو عمر کم ہوجائیگی اور اگر کوئی مقوی
مزاج دوا استعمال کی تو عمر زیادہ
ہوجائیگی ۔ مزاج طبعی کو دیکھکر
طبیب نے جو رائے ظاہر کی تھی کسی سبب
خاص کیوجہ سے اوسمیں اگر تغیر ہوجاے
تو یہ قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ
یہ قول طبیب کے خلاف ہوگا جو تغیر کہ لوح
محو و اثبات میں واقع ہوتا ہے اوسی کا
نام بدا ہے اور اسکی خدا کیطرف
نسبت یا تو ویسی ہی ہے

امورهم ولا عمالهم السيئة
تاثير في فسادها فيكون داعيا
لهم الى الخيرات صارفا لهم
عن السيئات فظهر ان لهما
اللوح تقدما على اللوح المحفوظ
من جهة لصيرورته سببا
لحصول بعض الاعمال فبذلك
انتقش في اللوح المحفوظ حصوله
فلا يتوهم انه بعد ما كتب في
هذا اللوح حصوله لا فائدة
في المحو والاثبات ومنها انه اذا
اخبر الاوصياء احيانا من كتاب
المحو والاثبات ثم اخبروا بخلافه
يلزمهم الاذعان به ويكون
في ذلك تشديد للتكليف عليهم
تسبيب لمزيد الاجر لهم كما في
سائر ما يبتلي الله عباده به

جیسی کہ استہزا و سخریہ و ابتلا وغیرہ
کی نسبت یا یہ صورت ہے کہ ملائکہ یا
دیگر مخلوقات کو انکے علم کے خلاف
اطلاع دیجاتی ہے تو وہ اسے بدا
سمجھتے ہیں ورنہ امر مبرم حقیقتاً
وہی ہے ان دونوں کے فرض کرنے
میں کونسا استبعاد و استحالہ ہے
اور قصور فہم کیوجہ سے اگر اسکی
حکمت سمجھ میں نہ آسکے تو تاویل و
تکلف کی کونسی ضرورت ہے
باوجود اسکے کہ اسمیں مختلف حکمتیں
ظاہر ہیں اولاً تو یہ کہ کاتبین لوح
اور اسکے مطلعین کو عباد پر جو خدا
کا لطف و کرم ہے اور جو چیزیں
کہ خدا انکو بقدر استحقاق عطا
فرماتا ہے اوسکا علم ہوتا ہے اور
اسکی وجہ سے انکی معرفت میں

من التکالیف الشاقة وایراد
الامور التی یعجز اکثر العقول
عن الاحاطة بها وبها یمتاز
المسلمون الذین فازوا بدرجات
الیقین عن الضعفاء الذین
لیس لهم قدم راسخ فی الدین
ومنها ان یکون هذا الاخبار
تسلیة لقوم المومنین المنتظرین
لفرج اولیاء الله وغلبة الحق
واهله کما روی فی قصة
نوح حین اخبر بهلاک القوم
ثم اخر ذلک مرارا وکما روی
فی فرج اهل البیت علیهم السلام
وغلبتهم لانهم علیهم السلام
لو کانوا اخبروا الشیعة فی
اول ابتلائهم باستیلاء المخالفین
وشدة محنتهم انه لیس

اضافہ ہوتا ہے دوسرے یہ حکمت ہے
کہ مخلوقات کو انبیا کے ذریعہ سے اسکا
علم ہو جائے کہ انکے افعال حسنہ
انکے اصلاح امور میں ان ان تاثیرات
کے حامل ہیں اور سیئات کیوجہ سے
انمیں یہ یہ فساد ہوتا ہے اس علم کی
وجہ سے یہ فائدہ ہوگا کہ سیئات کو
ترک کردینگے اور امور صالحہ پر عمل
کرنے لگیں گے۔ ہمارے اس بیان
سے مستنبط ہوتا ہے کہ لوح محو و
اثبات لوح محفوظ پر بسبب حصول
اعمال ہونے کیوجہ سے مقدم ہے
اور حصول کا تعلق چونکہ لوح محفوظ
سے ہے اس لئے اس توہم کا بھی
کوئی موقع نہیں ہوسکتا کہ کسی شے
کے حاصل ہو جانے کے بعد اسکے محو و
اثبات سے فائدہ ہی کیا تیسرے

فرجهم الا بعد الف سنة او الفي
سنة ليأسوا ورجعوا عن الدين
ولكنهم اخبروا شيعتهم بتعجيل
الفرج وربما اخبروهم بانه
يمكن ان يحصل الفرج في بعض
الازمنة القريبة ليثبتوا على
الدين ويثابوا بانتظار الفرج
كما مر في خبر امير المومنين
صلوات الله عليه فاخبارهم
عليهم السلام بما يظهر خلافه
ظاهرًا من قبيل المجملات و
المتشابهات التي تصدر عنهم
بمقتضى الحكم ثم يصدر عنهم
بعد ذلك تفسيرها وبيانها
وقولهم يقع الامر الفلاني
في وقت كذا معناه ان كان
كذا وان لم يقع الامر الفلاني

حکمت یہ ہے کہ انبیا جس وقت لوح
محو و اثبات کے حالات سے مطلع کرنے
کے بعد لوح محفوظ کے حالات سے
لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تو اسکی وجہ
سے لوگوں کو انکی نبوت کی تصدیق
ہوجاتی ہے اور تکلیف کے سخت
ہونے سے دیگر ابتلاءات و تکالیف
اور تحیر العقول واردات کی طرح
اُنکے اجر میں اضافہ ہوتا ہے اور
قوی الایمان اشخاص ضعیف الایمان
اشخاص سے ممتاز ہوجاتے ہیں
(جیسا کہ قوم نوح میں ہوا) ممکن ہے
کہ یہ اخبار (کہ خدا بمصلحت اپنے
امور میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے)
اُن لوگوں کی تسکین کیلئے ہوں جو کہ
غلبہ حق و ظہور حجت کے منتظر ہیں
اگر ایسا نہ ہوتا اور باطل کے طولانی

الذی بیّنا فیہ ولم یذکروا الشرط
کما قالوا فی النسخ قبل الفعل وقد
اوضحناہ فی باب ذبح اسمٰعیلؑ
فمعنے قولہم علیہم السلام ما عبد
اللہ بمثل البداء ان الایمان
بالبداء من اعظم العبادات
القلبیۃ لصعوبتہ ومعارضۃ
الوساوس الشیطانیۃ فیہ
ولکونہ اقرارا بان لہ الخلق
والامر وھذا کمال التوحید
او المعنے انہ من اعظم الاسباب
والدّواعی الی عبادۃ الرّب
تعالٰی کما عرفت وکذا قولہم
ما عظم اللہ بمثل البداء یحتمل
الوجہین وان کان الاول فیہ
اظہر واما قول الصادقؑ لو علموا
ما فی القول بالبداء من الاجر

دور حکومت کا ذکر کر دیا جاتا اور
تبعین حق کو اجل متحتم بتا دی جاتی
تو وہ غلبہ مخالفین اور شدت صعوبات
کی وجہ سے حق سے برگشتہ ہو جاتے
یہی وجہ ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے
اپنے دور قیام سلطنت کے تعجیل
آنے کی خبر دی اور بسا اوقات یہ
بھی بتا دیا کہ ہماری قوت کا ظہور
قریبی زمانوں میں ہوگا تاکہ اس
صورت سے وہ مرکز ایمان پر استحکام
کیساتھ قائم رہیں اور انتظار کا ثواب
پائیں جیسا کہ خبر امیر المومنینؑ کے
ذیل میں بیان ہوا۔ بعد ازاں دو حدیثیں
نقل کرنیکے بعد فرماتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام
کا متشابہات و مجملات کے تغیر کے ذیل
میں ایسے امور کی اطلاع دینا کہ ظاہر میں
جنکے خلاف وقوع پذیر ہوتا ہے یا انکا

ما فتروا عن الكلام فيه فلما مر
ايضًا من ان اكثر مصالح العباد
موقوفة على القول بالبداء
اذ لو اعتقد وا ان كل ما قدر
فى الازل فلا بد من وقوعه
حتما لما دعوا الله فى شئ من
مطالبهم وما تضرعوا اليه و
ما استكانوا لديه ولا خافوا
منه ولا رجوا اليه الى غير
ذلك مما قد او مانا اليه واما
ان هذه الامور من جملة
الاسباب المقدرة فى الازل
ان يقع الامر بها لا بد ونها فمما
لا يصل اليه عقول اكثر الخلق
فظهر ان هذا اللوح وعليهم بما
يقع فيه من المحو والاثبات
اصلح لهم من كل شئ

یہ فرمانا کہ یہ امر فلاں وقت میں ہوگا اسکا
مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکے لئے کچھ شروط
ہیں اگر وہ شروط پورے ہوگئے تو ایسا
ہوگا ورنہ نہ ہوگا اور شروط کا تذکرہ نہیں
فرماتے جیسا کہ نسخ قبل الفعل میں
ہوتا ہے اور اسکے متعلق ہم بحث
ذبح اسماعیل میں تفصیل کیساتھ بحث کر آئے
ہیں پس آپ حضرات کا یہ فرمانا کہ خدا کی
پرستش کا سب سے بڑا ذریعہ بدا ہے
یا یہ کہ بدا اپنی سختی اور وساوس شیطانی
کے مقابلہ کیوجہ سے اور نیز اسوجہ سے
کہ اسمیں اسکا اقرار ہوتا ہے کہ خدا کیلئے
خلق و امر ہے اور یہ کمال توحید ہے
اعظم عبادات قلبیہ میں سے ہے۔ ان
تمام چیزوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ
خدا کی عبادت کا بہت بڑا سبب و
ذریعہ ہے جیسا کہ ہم اسکی توضیح

کر چکے ہیں اور بعینہ یہی صورت اس روایت کی ہے کہ ما عظم اللّٰہ بمثل البدا۔
اب رہا امام جعفر صادقؑ کا یہ قول کہ لو علم الناس ما فی البدا الخ اگر لوگ
بدا کے مصالح حکم اور اُسکے اجر و ثواب کو سمجھ لیں تو اسکے متعلق کلام کرنیسے
کبھی کسل نکریں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ لوگوں کے اکثر مصالح بدا پر موقوف
ہیں اگر عباد خدا کو اسکا یقین ہو جائے کہ مقدرات ناقابل نسخ ہیں تو نہ وہ خدا
سے ڈرینگے نہ تضرع و زاری کرینگے اور نہ اُس سے رجا و دعا کرینگے اب یہ امر
کہ یہ امور بھی اُن اسباب میں سے ہیں جنپر اشیا کی انجام پذیری کو تقدیر
ازلی میں معلق کر دیا گیا ہے یہ ایسی چیز ہے جس تک اکثر لوگوں کا ذہن نہیں
پہونچتا۔ ہماری تحریر سے معلوم ہوا کہ لوح محو و اثبات اور اُسکے معلومات ہی
وہ ہیں جنکی وجہ سے لوگوں کے اعمال میں صلاح کی جھلک نمودار ہو جاتی ہے۔

بدا کے متعلق شیخ الطائفہ تحریر فرماتے ہیں

الوجہ فی ہذہ الاخبار ان صحت	وہ اخبار جو کہ ظہور حضرت حجت سے متعلق
انہ لا یمتنع ان یکون اللّٰہ تعالیٰ قد وقت	ہیں اُنکو نقل کرنیکے بعد فرماتے ہیں کہ
ہذا الامر فی الاوقات التی ذکرت	اولاً تو یہ اخبار ناقابل صحت ہیں
فلما تجدد ما تجدد تغیرت المصلحۃ	اور اگر انہیں فرض کر بھی لیا جائے
واقتضت تاخیرہ الی وقت آخر	تب بھی انمیں یہ توجیہ ممکن ہے کہ خدا

وكذلك فيما بعد ويكون الوقت الاول
وكل وقت يجوز ان يؤخر مشروطا بان
لا يتجدد غيره ما تقتضي المصلحة
الى تأخيره الى ان يجيء الوقت الذي
لا يغيره شيء فيكون محتوما فعلى
هذا ينبغي تأويل ما روي في تأخير
الاعمار عن اوقاتها والزيادة
فيها عند الدعاء وصلة الارحام
وما روي في تنقيص الاعمار
عن اوقاتها الى ما قبله عند فعل
الظلم وقطع الرحم وغير ذلك و
هو تعالى وان كان عالما بالامرين
فلا يمتنع ان يكون احدهما
معلوما بشرط والآخر بلا شرط و
هذه الجملة لا خلاف فيها بين اهل
العدل وعلى هذا يتأول ايضا
ما روي في اخبارنا المتضمنة بلفظة

ایک وقت اس امر کیلیے مقرر فرمایا تھا
لیکن مقتضی تاخیر حوادث کے رونما
ہونیکے بعد مصلحت تاخیر وقت کی
مقتضی ہوئی اور اسیطرح آئندہ
بھی وقت اول اور ہر وقت اس
شرط پر معلق ہوگا کہ ایسے تجددات
پیدا نہونے پائیں جنکی وجہ سے مصلحت
جناب باریتعالی تاخیر کی مقتضی ہوجائے
اگر یہ شرط پوری ہوجائیگی تو مقرر کردہ
وقت حتمی و یقینی ہوگا اس توضیح کے
بعد ان اخبار میں جو کہ صدقہ و صلہ رحم
و دعا کیوجہ سے تاخیر اجل یا ظلم و جور
کیوجہ سے تقدیم اجل کے حامل ہیں یہ
تاویل کیجائیگی کہ خدا کو تو ان دونوں حالتوں
کا علم ہے مگر ایک امر انمیں سے معلوم بشرط ہوا اور
ایک معلوم بغیر شرط اور اسکا اہل عدل
کی ایک فرد بھی انکار نہیں کریگی اور اسیطرح

البداء ويبين ان معناها النسخ
على ما يريده جميع اهل العدل
فيما يجوز فيه النسخ او تغير شروطها
ان كان طريقها الخبر عن الكائنات
لان البداء في اللغة هو الظهور
فلا يمتنع ان يظهر لنا من افعال الله
ما كنا نظن خلافه او نعلم ولا نعلم
شرطه فمن ذلك ما رواه سعيد
باسناده عن ابي الحسن الرضا
قال علي ابن الحسين وعلي ابن
ابيطالب قبله ومحمد ابن علي و
جعفر ابن محمد كيف لنا بالحديث
مع هذه الآية فاما من قال
بان الله لا يعلم الشي الا بعد
كونه فقد كفر - (كتاب الغيبة)

اُن روایات میں بھی تاویل کیجائیگی
جو لفظ بدا پر مشتمل ہیں اور اُنکے لئے یہ
کہا جائیگا کہ بدا سے انکی مراد نسخ ہے
اُن چیزوں میں جو قابل نسخ ہوں
یا تکوینیات سے متعلق ہونگی بنا پر
قابل تغیر شروط ہوں جیسا کہ اہل
عدل کا اجماع ہے اور چونکہ بدا کے
معنی لغۃً ظہور کے ہیں اسلئے یہ امر
بھی ممکن ہے کہ (بدا کا یہ مطلب ہو)
ہماری نگاہ کے سامنے خدا کے کچھ ایسے
افعال آئیں جنکے خلاف کا ہمیں گمان
ہو یا خلاف کا یقین تو نہ ہو بلکہ نفس
فعل کے علم کیساتھ شرائط کا علم نہ ہو
(اور خدا نے شرائط کی بنا پر اسمیں تغیر و
تبدل کیا ہو) اور اسی کیمتعلق وہ روایت
ہے جسکو سعید نے عبد اللہ سے اُنہوں نے احمد ابن محمد عیسے سے اُنہوں نے احمد ابن ابی
نصر سے اُنہوں نے امام رضا علیہ السّلام سے نقل کیا ہے اُنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کا نام

لیکر فرمایا کہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا کہ آیہ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام
الکتاب کی موجودگی میں حدیث کی کونسی ضرورت ہے اور اسی کے بعد یہ فرمایا
کہ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ خدا کو قبل تکوین شے اسکا علم نہیں ہوتا تو وہ کافر ہے۔

بدا کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

کسی مذہب کے اصول و عقائد کو معیار عقل و دانش پر منطبق کرنیکی کوشش کرنا
یقیناً ایک اچھا مشغلہ ہے مگر اسی وقت تک جبتک حقائق اصلیت کے لباس میں
پیش کئے جائیں عقائد کی چھان بین میں ذاتی مفاد کی رعایت کرنا اور حقیقت کو
مسخ کرکے دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ اصول دیانت کے بالکل خلاف ہے اور یہ صرف
انہیں لوگوں کا طریقہ ہوسکتا ہے جو ذاتیات کی پرستش میں روحانیت کی طرف سے منہ
موڑ لینے کے آغاز فطرت ہی سے عادی ہوں بدا کے متعلق ہم مختلف شواہد
و نظائر کے ماتحت کافی روشنی ڈال چکے ہیں مگر ابھی بعض اعتراضات کا جواب دینا
باقی رہ گیا ہے بنا بریں اس سرخی کے ذیل میں ہم اُن اعتراضات کی
حقیقت پر انتہائی بے تعصبی اور رواداری کے ساتھ غور کرنا چاہتے ہیں خدا
کرے کہ معترض کے اعتراضات خوش نیتی پر مبنی ہوں ورنہ دلائل و براہین
کی قوتیں ضمیر کو سرنگوں بنانے سے بالکل قاصر رہیں گی۔

معترض کے دعوے پر ایک سرسری نظر

معترض کا یہ خیال ہے کہ شیعوں کے عقیدہ میں خدا کا علم کامل نہیں اور جہالت کی وجہ سے اُسکی رائے میں اکثر غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں ہم اس بنیادی مطالبہ پر تحقیقی نظر ڈالنا چاہتے ہیں غور و فکر کی قوتیں اگر معترض صاحب کا تھوڑی دیر کے لئے بھی ساتھ دینگی تو وہ خود اپنے دعوے کی مہملیت کا اقرار کر لینگے ہم معترض صاحب کو اسکا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ شیعوں کے عقائد کی اساس قرآن و احادیث کی تصریحات ہیں اُنکے اعتقاد میں ذات خدا اُن تمام صفات کا مجموعہ ہے جو کمال کے انتہائی نقطہ عروج تک پہونچ چکے ہوں وہ معترض اور اُسکے ہمخیال طبقہ کیطرح نہ خدا کے تجسم کے قائل ہیں نہ ظلم و جور جیسی صفتوں کو اُسکے لئے جائز خیال کرتے ہیں وجوب کا مرتبہ تو بہت بلند ہے وہ ائمہ خیال میں تو نبوت کو بھی قبائح علم و عمل سے پاک ہونا چاہیئے یقیناً اگر تمام اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور ارباب نقد کی جماعت بیٹھکر اسلامی کتب ایک ایک سطر دیکھے تب بھی کوئی ایسا ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکتا کہ شیعہ خدا کے علم کو ناقص خیال کرتے ہیں۔

علم خدا کے متعلق ثقات اہل تشیع کا متفقہ فیصلہ

خدا جاہل نہیں بلکہ عالم ہے

محقق طوسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

قد ثبت ان فعل الباری سبحانه
تعالی لداعیه وکل من کان کذلك
کان عالما لان الداعی هو الشعور
والشعور هو العلم بمصلحة الایجاد
او الترك ۔ (فصول نصیریه)

خداوند عالم کے افعال ارادہ و داعی
سے ہوتے ہیں اور داعی سے مراد ایجاد
و ترک کی مصلحت کا شعور ہے اور جس
شخص کے افعال اس نوعیت کے
ہونگے وہ یقیناً عالم ہوگا۔

نتیجہ ظاہر ہے۔

اسکی شرح فرماتے ہوئے صاحب انوار جلالیہ تحریر فرماتے ہیں۔

لما فرغ من اثبات کونه قادرا
شرع فی اثبات کونه تعالی عالما
والمراد من کونه عالما ظهور
الاشیاء له وانکشافها بحیث
لا یعزب عنه منها شیء واستدل
المص علی ذلك بانه تعالی مختار
وکل مختار عالم ینتج انه تعالی عالم
اما الصغری فقد تقدمت
واما الکبری فلان المختار هو
الذی فعله یتبع الداعی

محقق جب اُن تمام ادلہ کو بیان کر چکے
جو خدا کی قادریت کے ثبوت میں پیش
کئے جا سکتے ہیں تو اب اُنہوں نے
اس بحث کو شروع فرمایا کہ خداوند عالم
عالم بھی ہے اُسکے عالم ہونے کا مطلب
یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے اُسکے سامنے
ظاہر و منکشف ہے اور اُنمیں کی کوئی
شے اُسکی نگاہ قدرت سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ اسپر اُنکا استدلال یہ ہے
کہ خدا قادر و مختار ہے اور جو ذات

فالداعي هو الشعور بما في
الفعل او الترك من المصلحة
الباعثة على ذلك الايجاد
او الترك ولانه تعالى فعل
الافعال المحكمة المتقنة اي
المشتملة على الخواص الغريبة
والفوائد العجيبة وكل من كان
كذلك فهو عالم اما الصغرى
فظاهرة لمن نظر في تشريح
العالم الفلكي والعنصري و
اما الكبرى فبديهية ـ

صاحب قدرت و اختیار ہوگی اسکے
لئے عالم ہونا یقینی ہے دلیل مذکور
کے جزو اول (یعنی خدا مختار ہے)
اسکا ثبوت ابتدائی مباحث میں
پیش کیا جاچکا ہے رہا جزو ثانی
اسکا ثبوت یہ ہے کہ مختار کے جانیکا
استحقاق وہی ذات رکھتی ہے جسکے
افعال تابع دواعی یعنی مصالح ایجاد
و ترک ہوں علاوہ بریں اسکے افعال
مستحکم و متقن حکمتوں یعنی عجیب و
غریب فوائد و خصوصیات پر مشتمل ہیں

اور جس ہستی کی یہ حیثیت ہوگی وہ یقیناً عالم ہوگی اس دلیل کا ابتدائی جزو
یعنی صغری فلکیات و عنصریات کے صنائع بدیعہ کا ملاحظہ کرنیوالوں کیلئے بالکل
ظاہر و آشکار ہے۔ اور کبری بدیہی ہونیکی وجہ سے بحث پیش کرنیکی ضرورت نہیں

اس تشریح کے خاتمہ پر محقق موصوف کی ایک اور عبارت ملتی ہے
جسمیں خدا کے عموم علم کے متعلق بحث کی گئی ہے ارباب بصیرت شمع عقل کی
روشنی میں اسکا غائر نظر سے مطالعہ فرمائیں۔

ویجب ان یکون عالما الکل الممکنات	خدا کیلئے عقلاً یہ بھی واجب ہے کہ وہ کل
قادرا علے کلہا لان تعلق علمہ	ممکنات (عام اس سے کہ وہ حاضر ہوں
وقدرتہ ببعض الاشیاء	یا غائب کُلّی ہوں یا جُزئی) کا علم رکھتا
دون بعض تخصیص من غیر	ہو اور اسکے ساتھ اسکے محو و اثبات
مخصص ۔	و ترک کا مختار بھی ہو جس چیز کا چاہے

حکم کرے یا بنائے جسے چاہے منسوخ کردے یا محو کردے اگر بعض ممکنات سے اُسکے علم و قدرت کا تعلق ہوگا اور بعض سے نہوگا تو تخصیص بلا مخصص لازم آیگی علامہ موصوف نے اس تحریر میں جس چیز کو عموم قدرت و علم سے تعبیر فرمایا ہے یہی درحقیقت بدا ہے ۔

صاحب انوار جلالیہ لکھتے ہیں کہ

لما ثبت من کونہ تعالی عالما	جب یہ امر پایہ ثبوت تک پہونچ چکا
وقادرا فی الجملۃ شرع فی اثبات	کہ خدا عالم و قادر فی الجملہ ہے تو اب
عمومہا الکل معلوم ومقدور	علامہ موصوف یہ فرماتے ہیں کہ اسکا
وبیانہ ان کلما ثبت کونہ عالما	علم و قدرت عام ہے اور اسکی توضیح
بشئ وقادرا علیہ وجب کونہ	یہ ہے کہ جب باری تعالی کا فی الجملہ
عالما بکل الاشیاء وقادرا علے	عالم و قادر ہونا مختلف ادلہ سے
کلہا لکن المقدم حق فکذا التالی	ثابت ہوچکا تو اب یہ بھی واجب

اما حقیقۃ المقدم فقد تقدمت
واما الشرطیۃ فلان المقتضی
لکونہ عالماً وقادراً ھو ذاتہ
لاستحالۃ افتقارہ الی امر مغایر
لذاتہ والا لزم امکانہ وذاتہ
متساوی بالنسبۃ الی کل شیء
لتجردھا فلو لم یتعلق بالکل و
یقدر علیہ لزم التخصیص
من غیر مخصص ھذا خلف

معلوم ہوتا ہے کہ اسکے علم وقدرت
کل اشیا پر حاوی ہو شعبہ اول
یعنی مقدم کی حقیقت اوپر سے واضح
ہو چکی ہے رہا شعبہ ثانی یعنی شرطیہ
اُسکا ثبوت یہ ہے کہ خداوند عالم کے
علم وقدرت کی مقتضی اُسکی ذات ہے
اسلئے کہ اُسکے لئے کسی غیر کیطرف محتاج
ہونا محال ہے اگر ایسا ہوگا تو اُسکی
ذات محل امکان ہوگی۔ علاوہ بریں
چونکہ ذات باری تعالیٰ اپنے تجرد کی وجہ سے کل ممکنات کیطرف مساوی
نسبت رکھتی ہے ایسی صورت میں اگر وہ کل اشیا کا عالم اور اُن سب پر
قادر نہ ہوگا تو تخصیص بغیر مخصص لازم آئیگی اور یہ خلاف حق ہے ۔۔

ایک نہیں دو دو گواہیاں

معترض صاحب کو اسکا یقین دلانے کیلئے کہ شیعہ جہل خدا کے معاذ اللہ
ہرگز قائل نہیں صرف ایک ہی شاہد ہوتو کا پیش کردینا کافی تھا چہ جائیکہ ایسے
متعدد نظائر جو اُسکے کمال علم کا کھلے ہوئے لفظوں میں اقرار کر رہے ہیں اور یہ واضح

کرتے ہیں کہ اسکا علم و حکمت محیط و کامل ہے وہ اغراض و مقاصد نفسانی سے مبرا و منزہ ہے اُس سے زیادہ نہ کوئی بنی نوع بشر کے رموز دینیات سے واقف ہے اور نہ مصالح عامہ کا لحاظ کر سکتا ہے وہ جہالت فریب ریاکاری ظلم و جور جانبداری اور غلطی جیسے بشری نقائص سے بری ہے لیکن افسوس ہے کہ شیعہ تو نہیں ہاں خود معترض صاحب اور اُن ایسے غوش عقیدہ حضرات العیاذ باللہ خدا کے نقصان کمال کے قائل ہیں جسکے لئے وہ خود اپنے ہی آئینوں میں اپنی تصویروں کا مطالعہ کریں۔

ہم اپنے کرمفرما معترضین کو اسکا یقین دلاتے ہیں کہ مسئلہ بداء شیعوں کی منگھڑت نہیں ہے اور نہ اسے ابتدائی و اختراعی حیثیت حاصل ہے بلکہ اسکی بنیاد وہی قرآنی تعلیمات ہیں جنکی صداقت کے ممکن ہے کہ معترضین بھی معترف ہوں باقی رہی یہ روایت کہ خدا نے اپنی جہالت کیوجہ سے معاذ اللہ اسماعیل صاحبزادہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا اعلان کیا لیکن بعد میں اُنکے ناپسندیدہ افعال ملاحظ فرما کر اپنی رائے کو بدل دیا یا اسی قسم کی وہ روایتیں جنکو بداء کے سلسلہ میں پیش کیا جاتا ہے قابل تاویل ہیں۔

تاویل کی ضرورت

معترض صاحب کو غالباً یہ معلوم نہیں کہ جب دلائل قطعیہ سے

کوئی حقیقت پایۂ ثبوت تک پہونچ جاتی ہے تو اُسکے منافی اقوال میں ہمیشہ تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح نہیں ہے تو معترض صاحب اسکی صفائی پیش کریں کہ قرآن کی ان آیتوں کا کیا مطلب ہے۔

۱۔ اللہ یستھزئ بھم	خدا اُن سے استہزا کرتا ہے
۲۔ مکر اللہ	خدا نے مکر کیا
۳۔ ید اللہ	خدا کا ہاتھ
۴۔ جنب اللہ	خدا کا پہلو
۵۔ وجہ اللہ	خدا کا مُنھ
۶۔ یوم یکشف عن الساق	جس دن خدا اپنی پنڈلی کھولے گا

چونکہ مذکورۂ بالا آیتیں عقیدۂ قطعیہ کے خلاف تھیں اس لئے مفسرین نے مختلف قواعد کے تحت میں آیات مذکورہ میں تاویل سے کام لیا ہے۔ اگر آیتوں میں عقیدہ کے منافی الفاظ مئول ہو سکتے ہیں تو پھر اُن احادیث و روایات کو جنمیں عقائدِ قطعیہ کے مخالف کچھ الفاظ موجود ہوں کیوں نا قابل تاویل قرار دیا جاتا ہے۔

بالکل یقینی ہے کہ شیعوں کے عقیدہ میں خدا کا علم جزئیات و کلیات مشاہدات وغائبات تمام چیزوں پر حاوی ہے اسمیں کسی قسم کا نقص نہیں اور خدا کی ذات تمام صفات کمالیہ کی مستجمع ہے ایسی صورت

میں اگر روایات بالا کے الفاظ اس عقیدہ کے خلاف ترجمانی کریں تو کیوں تاویل کی روشنی میں اُن کا مطالعہ نہ کیا جائے۔

کیا اب بھی اعتراض کی گنجایش باقی ہے

معترض صاحب کو مفہوم روایات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ورنہ وہ کبھی اعتراض کرنے کی زحمت نہ فرماتے۔

حقیقتاً روایات کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم کی مصلحت اس امر کی داعی ہوئی کہ وہ اسمٰعیل کو امامت کا حامل نہ قرار دے۔

بدا ء اللہ کا یہ مطلب مراد لینا کہ خدا نے اپنی رائے سابق میں کسی غلطی کا احساس کر کے اُس سے انحراف کیا۔ یہ ایک صریحی غلط فہمی ہے۔

عقیدہ بدا معیار عقل کے مطابق ہے

حقیقت شناس مسلمانوں میں سے کوئی ایک فرد بھی اس کا انکار نہیں کر سکتی کہ خدا قادر مطلق ہے وہ غیر ارادی اسباب کی طرح اپنی تاثیر میں حکمت کا پابند نہیں ہے نور اپنی حقیقت کے لحاظ سے نورانی ہے اس میں تاریکی کا وجود نہیں ہو سکتا فلک گردش پذیر ہے وہ کسی نقطۂ خاص پر ساکن نہیں ہو سکتا یونہی اور موثرات اپنے جوہری تاثیرات کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے

مگر یہ حقیقت اُنکا نقص ہے جسکو مجبوری کے علاوہ اور کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں
کیا جا سکتا۔ معترضین بھی غالباً اسکے معترف ہوں گے کہ خدا عام ممکنات کی
طرح اپنے افعال میں مجبور نہیں ہے اُسکو اپنے افعال کا کلیۃً اختیار ہے کہ جو چاہے
وہ کرے اور چونکہ وہ عالم و حکیم ہے اس لئے لازم اُسکا ہر فعل اساس حکمت پر مبنی
ہوگا۔ اب اسکے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بداء نسخ تکوینی کا بھی یہی مطلب
ہے کہ خدا قادر و مختار ہے وہ امر کو حادث کرنے کے بعد اُسکا پابند نہیں ہو جاتا
ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں خدا اپنے ذاتی امور و تصرفات میں بالکل مجبور
و غیر مختار ہوگا جسکو کسی صورت سے اُسکے شایان شان نہیں قرار دیا جا سکتا
اسکے علاوہ اگر نسخ تکوینی منافی اصول [illegible] قرار دیدیا جائے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا
کہ بنی نوع بشر تقدیر ازلی کے وقوع کا حتم کر لینے اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ جو
نصیب ہے وہ کبھی دائرۂ فقر کی حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو جاہل ہے وہ
کبھی علم کی روشنی میں نہیں آسکتا جو بدبخت ہے اُسکی تحریر شقاوت کبھی محو
نہیں ہو سکتی۔ دُنیا دعا کے فریضہ سے بالکل سبکدوش ہو جاتی اسکی وجہ
اساس مذہب پر جو کاری ضرب پڑتی اُسکا ارباب فہم مجھ سے زیادہ احساس
کر سکتے ہیں۔

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرما کر ناصرین اہلبیت علیہم السلام کی فہرست میں اپنا نام نامی بھی درج کرا لیجئے

چندہ لائف ممبری	کم از کم پچاس روپیہ یکمشت
چندہ ممبران خصوصی	” پانچ روپیہ سالانہ
چندہ ممبران عمومی	” ایک روپیہ سالانہ

(نوٹ)

لائف ممبران کی خدمت میں گذشتہ اور آئندہ کے تمام رسائل بلا طلب وبلا قیمت ارسال ہونگے۔

ممبران خصوصی کو ممبر بننے کے بعد تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہونگے اور قبل کے رسائل اگر خریدنا چاہیں گے تو صرف نصف قیمت چارج کی جائے گی۔

ممبران عمومی کو ممبر بننے کے بعد شائع ہونیوالے رسائل (بشرطیکہ وہ طلب فرمائیں) نصف قیمت پر دیئے جائیں گے اور سابق کے رسائل اگر خریدنا چاہیں گے تو پوری قیمت چارج کی جائیگی۔

الداعی الی الخیر سید ابن حسین آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرما کر
ناصرین اہلبیت علیہم السلام کی فہرست میں اپنا نام نامی درج کرالیجئے

چندہ لائف ممبری	کم از کم پچاس روپیہ یکمشت
چندہ ممبران خصوصی	، پانچ روپیہ سالانہ
چندہ ممبران عمومی	، ایک روپیہ سالانہ

(نوٹ)

لائف ممبران کی خدمت میں سابقہ اور آئندہ کے تمام رسائل بلا طلب بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں۔
ممبران خصوصی کی خدمت میں ممبر بننے کے بعد تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے رہتے ہیں اور اگر سابق کے رسائل اگر خریدنا چاہیں تو صرف نصف قیمت چارج کیجاتی ہے۔
ممبران عمومی کو ممبر بننے کے بعد شایع ہونیوالے رسائل (بشرطیکہ وہ طلب فرمائیں) نصف قیمت پر دیئے جاتے ہیں اور سابق کے رسائل اگر خریدنا چاہیں تو پوری قیمت چارج کی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	خرچ ڈاک
۱	قاتلان حسینؑ کا مذہب	۴ر	لہ ر
۲	تحریف قرآن کی حقیقت	۶ر	لہٰ ر
۳	مولود کعبہ	ار	ـہ ر
۴	وجود حجت	۴ر	لہ ر
۵	اصول دین اور قرآن	۴ر	لہ ر
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۴ر	لہ ر
۷	حسینؑ اور اسلام اُردو	لہ ر	ـہ ر
۸	〃 ہندی	۱ر	ـہ ر
۹	〃 انگریزی	۲ر	ـہ ر
۱۰	متعہ اور اسلام	۸ر	لہٰ ر
۱۱	امامت آئمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر	ـہ ر
۱۲	تجارت اور اسلام	۳ر	ـہ ر
۱۳	اتحاد الفریقین حصہ دوم	۴ر	لہ ر
۱۴	علیؑ اور کعبہ	ار	ـہ ر
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۶ر	لہٰ ر
۱۶	مذہب باب و بہا حصہ اول	۵ر	لہ ر
۱۷	نور و نذر و غدیر	ار	ـہ
۱۸	مجاہد کربلا	۲ر	ـہ ر
۱۹	کربلا کا اٹم البیدان	۲ر	ـہ ر
۲۰	دی مارٹیڈم آف حسینؑ	۲ر	ـہ ر
۲۱	اسوۂ حسینی	۷ر	لہٰ ر
۲۲	جنگ صفین	۳ر	ـہ ر
۲۳	تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ اول	۶ر	لہٰ ر
۲۴	〃 حصہ دوم	۵ر	لہ ر
۲۵	مقصود کعبہ	ار	ـہ ر
۲۶	مذہب باب و بہا حصہ دوم	۸ر	لہٰ ر
۲۷	مذہب اور سائنس	ار	ـہ ر
۲۸	معرکۂ کربلا	۲ر	ـہ ر
۲۹	کربلا کا مابودہ	۲ر	ـہ ر
۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا	۲ر	ـہ
۳۱	اسلام کی عیانہ زندگی	زیر طبع	
۳۲	دورِ استبداد	〃	
۳۳	حقیقت بدا	۲ر	ـہ ر
۳۴	خطیب آلِ محمدؐ	زیر طبع	

ملنے کا پتہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ